کمزوروں کے ساتھ ہمارا سلوک

مولف

مولانا غیاث احمد رشادی

ناشر

مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر اسوسی ایشن رجسٹرڈ

مسجد الفلاح واحد نگر قدیم ملک پیٹ حیدر آباد

فون 9849064724 www.rashadibooks.com

انتباہ

تحریری منظوری کے بعد بلا ترمیم اس کتاب کی اشاعت کی اجازت ہے

ہمارا مقصد اشاعت دین ہے ہم چاہتے ہیں کہ دینی پیغام یوں ہی پھیلتا رہے۔

مذکورہ شرط کیساتھ اس کتاب کی اشاعت اور مفت تقسیم کی جاسکتی ہے ۔

نام کتاب : کمزوروں کے ساتھ ہمارا سلوک

نام مولف : مولانا غیاث احمد رشادی

تعداد اشاعت: ایک ہزار

سن اشاعت: ۱۴۳۳ ہجری م 2012 عیسوی

ناشر: مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر اسوسی ایشن رجسٹرڈ

مسجد الفلاح واحد نگر قدیم ملک پیٹ حیدرآباد

www.rashadibooks.com فون 9849064724

ملنے کے پتے

مسجد الفلاح واحد نگر قدیم ملک پیٹ حیدرآباد

دکن ٹریڈرس مغل پورہ وچار مینار حیدرآباد

ہندوستان پیپر ایمپوریم مچھلی کمان حیدرآباد

فہرست مضامین

(۱) پہلی بات ـــــــــ ۶

(۲) بوڑھے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک ـــــــــ ۱۰

(۳) بدنصیب اولاد ـــــــــ ۱۱

(۴) مجبور باپ کی حالت ـــــــــ ۱۱

(۵) باپ کے حق میں دعاء کیجیے ـــــــــ ۱۲

(۶) بوڑھوں کے ساتھ حسن سلوک ـــــــــ ۱۳

(۷) تین مرحلے ـــــــــ ۱۳

(۸) ارذل عمر سے پناہ ـــــــــ ۱۴

(۹) بوڑھی خاتون کی سفارش ـــــــــ ۱۴

(۱۰) بوڑوں کا اکرام ـــــــــ ۱۵

(۱۱) بوڑھوں پر ہنسنے والو ـــــــــ ۱۵

(۱۲) بڑے اور برکت ـــــــــ ۱۵

(۱۳) یتیموں کے ساتھ حسن سلوک ـــــــــ ۱۶

(۱۴) یتیم کا اکرام ـــــــــ ۱۶

(۱۵) یک اہم واقعہ ـــــــــ ۱۷

(۱۶) میں تمہارا باپ اور عائشہ تمہاری ماں ـــــــــ ۱۸

(۱۷) یتیم کی کفالت ـــــــــ ۱۸

(۱۸) بیواوں کے ساتھ حسن سلوک ـــــــــ ۱۹

(۱۹) قرآن مجید میں بیواوں کا تذکرہ ـــــــــ ۱۹

(۲۰) وراثت میں بیوہ کا حق ـــــــــ ۱۹

(۲۱) حضور ﷺ نے بیواؤں کی خبر گیری کی ۔۔۔۔ ۲۰
(۲۲) نوکروں اور خادموں کے ساتھ حسن سلوک ۔۔۔۔ ۲۰
(۲۳) خدام دین کے ساتھ قوم کا سلوک ۔۔۔۔ ۲۱
(۲۴) غلاموں کے بنیادی حقوق ۔۔۔۔ ۲۲
(۲۵) ہر روز ستر دفعہ معاف کردو ۔۔۔۔ ۲۳
(۲۶) مزدوروں کی مزدوری وقت پر دی جائے۔ ۔۔۔۔ ۲۴
(۲۷) مسکینوں اور مصیبت زدوں کے ساتھ حسن سلوک ۔۔۔۔ ۲۴
(۲۸) صاحب مال کے مال میں مسکین کا بھی حق ۔۔۔۔ ۲۴
(۲۹) اصل نیکی کیا ہے؟ ۔۔۔۔ ۲۵
(۳۰) اچھے طریقہ پر بات کرو ۔۔۔۔ ۲۵
(۳۱) مسکینوں کے ساتھ بھی حسن سلوک ۔۔۔۔ ۲۶
(۳۲) مسکینوں کا حق دو ۔۔۔۔ ۲۶
(۳۳) مسکینوں کو کھانا کھلانے سے دل نرم ہوتا ہے ۔۔۔۔ ۲۷
(۳۴) مصیبت زدوں کی خدمت واعانت ۔۔۔۔ ۲۷
(۳۵) مسکینوں اور غریبوں کی حوصلہ افزائی ۔۔۔۔ ۲۸
(۳۶) پریشان حال لوگوں کے ساتھ حسن سلوک ۔۔۔۔ ۲۸
(۳۷) بھلائی بیکار نہیں جاتی۔ایک عجیب واقعہ ۔۔۔۔ ۲۹
(۳۸) مظلوموں کے ساتھ حسن سلوک ۔۔۔۔ ۳۱
(۳۹) اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتے بلکہ انصاف کا حکم دیتے ہیں ۔۔۔۔ ۳۱
(۴۰) اللہ تعالیٰ مظلوموں کی مدد و نصرت فرماتے ہیں ۔۔۔۔ ۳۱
(۴۱) ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کا حکم ۔۔۔۔ ۳۲
(۴۲) مظلوموں کی مدد کرنے کی ذمہ داری ۔۔۔۔ ۳۲

(۴۳)مظلوم کی سفارش وحمایت ـــــــ ۳۳
(۴۴)مظلوم کی آہ ـــــــ ۳۴
(۴۵)سائلوں کے ساتھ حسن سلوک ـــــــ ۳۵
(۴۶)بلاوجہ مانگنے کا انجام ـــــــ ۳۵
(۴۷)اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کر کھانا ـــــــ ۳۵
(۴۸)بھیک مانگنے والوں کے رخ کو موڑا ـــــــ ۳۶
(۴۹)آپ ﷺ اپنی امت کو اپاہج کی صورت میں دیکھنا نہیں چاہتے ـــــــ ۳۶
(۵۰)مانگنے والے کو جھڑکی نہ دو ـــــــ ۳۷
(۵۱)سائل کو بھیج کر امتحان ـــــــ ۳۸
(۵۲)مقروض کے ساتھ حسن سلوک ـــــــ ۳۸
(۵۳)نہ دینے کی نیت سے قرض لینا ـــــــ ۳۹
(۵۴)قرض لینا یا رہن رکھ کر قرض لینا دونوں درست ـــــــ ۳۹
(۵۵)قرضدار تنگدست کو مہلت ـــــــ ۳۹
(۵۶)ہر دن پر ایک صدقہ کا ثواب ـــــــ ۴۰
(۵۷)قرض مانگنے پر قرض دیں ـــــــ ۴۱
(۵۸)تنگدست مقروض کا قرض ادا کیجیے ـــــــ ۴۱
(۵۹)قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک ـــــــ ۴۱
(۶۰)بھوکوں اور پیاسوں کے ساتھ حسن سلوک ـــــــ ۴۲
(۶۱)میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے نہیں کھلایا ـــــــ ۴۲
(۶۲)اللہ کی محبت میں کھانا کھلایئے ـــــــ ۴۳

نوٹ: غریب بیماروں کے علاج کیلئے صفا بیت المال کو اپنے عطیات، زکوۃ اور صدقات کے علاوہ اپنے گھر میں موجود بیضرورت سامان عنایت فرمایئے۔ فون 24551319

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلی بات

شب و روز کی مصروفیات کے درمیان ہم اپنے آپ کو اور لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی خوشی سے سرشار ہے تو ہم بھی اس کی خوشی میں اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی غم سے دوچار ہے تو تسلی کے دو چار جملے بھی ہم کہہ دیتے ہیں، دوسروں کی مصیبتوں کو دیکھ کر دل میں رنج و غم کی کیفیت کا پیدا ہو جانا اس کے انسان ہونے کی علامت ہے، یہ کیفیت بعض مرتبہ جانوروں میں بھی محسوس کی جاتی ہے اور جس انسان کے دل میں دوسروں کی مصیبت پر کوئی حرکت پیدا نہ ہو وہ انسان تو کیا جانور سے بھی بدتر ہے ایسے سنگدل انسان سے وہ پتھر بہتر ہے جس میں کوئی شعور نہیں ہے۔

آپسی محبت و رحمت کے یہ جذبات دراصل اس رحیم و کریم رب ذوالجلال کی رحمت کا ایک ادنیٰ حصہ ہیں، حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں قیدی لائے گئے تو ان میں ایک عورت بھی تھی جو دوڑتی جاتی تھی اور اپنی چھاتیوں سے دودھ نکالتی جاتی تھی، قیدیوں میں کوئی بچہ نظر آتا تو اسے پکڑ کر اپنے سینے سے چمٹا لیتی تھی اور اسے دودھ پلاتی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا تمہارا کیا خیال ہے یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے کہا نہیں بخدا یہ اپنے بچہ کو آگ میں نہیں ڈال سکتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے، (بخاری)۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں بیشتر نام ایسے ہیں جن ناموں سے اللہ تعالیٰ کی رحمت، عنایت، کرم اور فضل کی خوشبو مہکتی ہے۔ وہ الاکرم ہیں، سب سے بڑھ کر فیاض اور سخی، وہ اکبر ہیں، نیکی اور احسان کرنے والے، وہ التواب ہیں، بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والے، وہ الجبار ہیں جو ساری مخلوق کی بگڑی سنوارتے ہیں، وہ الحفیظ ہیں جو اپنے بندوں کو اسباب ہلاکت میں مبتلا ہونے سے بچا لیتے ہیں، وہ الحفی ہیں اپنی مخلوق پر اپنے رحم و کرم کی بارش برساتے ہیں، وہ الحلیم ہیں جو اپنے

نافرمان بندوں کوسزا دینے میں جلدی نہیں کرتے بلکہ درگزر سے کام لیتے ہیں، وہ الرؤف ہیں انتہائی شفقت کرنے والے جن کی شفقت کی کوئی انتہاء نہیں ہے، وہ الرحمن ہیں اس قدر رحم کرنے والے کہ اپنی تمام مخلوقات کو برابر رزق دے رہے ہیں اور ان کی تمام ضروریات کو تسلسل اور کثرت کے ساتھ مہیا فرمارہے ہیں، وہ الرحیم ہیں جو اپنے مومن بندوں پر خاص انعامات فرماتے ہیں، وہ الرزاق ہیں جو اپنی مخلوقات کو وافر روزی پہنچاتے ہیں، وہ الرقیب ہیں جو اپنی مخلوقات کی پاسبانی، نگرانی ونگہبانی فرماتے ہیں، وہ السلام ہیں جو سلامتی عطا فرماتے ہیں، وہ الشاکر ہیں جو اپنے فرمانبردار بندوں کی اطاعت کو شرفِ قبولیت بخشتے ہیں اور انکے اعمال سے کئی گنا بڑھ کر اجر وثواب عطا فرماتے ہیں، وہ الشکور ہیں اپنے بندوں کو اچھے سے اچھا بدلہ عطا فرماتے ہیں، وہ الغفار ہیں جو اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں، وہ الغفور ہیں جو بہت زیادہ بخشنے والے ہیں، وہ الفتاح ہیں جو بند دروازوں کو کھول دیتے ہیں اور مشکلوں کو آسانیوں میں تبدیل کردیتے ہیں، وہ القریب ہیں اس قدر عظمت والے ہونے کے باوجود اپنے بندوں سے انتہائی قریب ہیں اس قدر قریب کہ انسانوں کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں، وہ الکریم ہیں بہت بڑے سخی اور فیاض ،ایک دومرتبہ دے کر خاموش نہیں رہتے بلکہ ہمیشہ عطا کرتے رہنے والے ہیں، وہ اللطیف ہیں بہت زیادہ لطف فرمانے والے اور باریک بین بھی ہیں، وہ المومن ہیں اپنے بندوں کو امن وامان دیتے ہیں، وہ المجیب ہیں اپنے بندوں کی پکار کو سن کر اس پکار کا جواب دیتے ہیں اور انکی دعاؤں کو قبول کرتے ہیں، وہ المقیت ہیں اپنی ساری مخلوقات کو روزی بھی وہی دے رہے ہیں اور توانائی بھی وہی بخش رہے ہیں، وہ النصیر ہیں جو بہت بہت مدد کرنے والے، وہ الواسع ہیں جو انتہائی وسعت اور فراخی والے ہیں، وہ الودود ہیں جو حد سے بڑھ کر محبت کرنے والے اور بے انتہاء محبوب بھی ہیں، وہ الوکیل ہیں جو اپنی مخلوق کے کام بنانے والے کارساز ہیں، وہ الولی ہیں نہایت دوست، مددگار اور حمایتی، وہ الوھاب ہیں جو بہت زیادہ عطا کرنے والے، وہ العفو ہیں جو بہت زیادہ معاف کرنے والے، وہ الجواد ہیں جو انتہائی سخی ہیں اس کے در سے کوئی سائل خالی ہاتھ اور شرمندہ نہیں لوٹتا، وہ الرب ہیں جو اپنی مخلوق کے پالنہار ہیں وہ الباسط ہیں اپنی مخلوق کی روزی کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ان پاکیزہ اور خوبصورت ناموں سے اس کی رحمت جھلکتی ہے، ان ناموں سے محسوس ہوتا ہے کہ اس کو اپنی پیاری مخلوق سے کس قدر پیار ومحبت ہے؟

دنیا میں آج تک جتنے لوگوں نے ایک دوسرے پر رحم وکرم کیا اور جس قدر بھی دوسروں کو محبت دی اور آج بھی جو لوگ ایک دوسرے پر رحم وکرم کررہے ہیں وہ سب اسی رب ذوالجلال کی رحمتوں کا نتیجہ ہے۔اس کی مہربانیوں کا ایک حصہ ہے جو اس نے ان انسانوں کے دل میں ڈال دیا ہے،لوگوں میں سب سے زیادہ نرم دل وہی ہے جس نے اس رحمتِ خداوندی سے سب سے زیادہ حصہ پایا اور جو کمزوروں کی زندگی سے سب سے زیادہ ہمدردی رکھتا ہے اور جو لوگ اس نرم دلی سے دور ہیں اور اس دنیا میں ظالمانہ وجابرانہ طرز وطریق اختیار کیئے ہوئے ہیں ایسے لوگ جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور سنگدل اور سخت دل شخص ہوگا۔(ترمذی)

رحم وکرم سے متعلق اللہ تعالیٰ کے ان صفاتی ناموں کے مفہوم ومطلب کو سمجھنے کے بعد یہ اوصافِ حمیدہ ہم سب بندگانِ خدا سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم بھی ان صفاتِ حمیدہ کو اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ کی پیاری مخلوق (جو کہ اس کا کنبہ و خاندان ہے) کے ساتھ غمخواری، ہمدردی، رحمدلی اور نرم دلی سے پیش آئیں اور **تخلقوا باخلاق الله** کی عملی تصویر بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے جن پیغمبروں کو اس کی مخلوقات کی نفع رسانی، خیر خواہی اور ہدایت ورہبری کیلئے مبعوث فرمایا ان انبیاء کے اندر بھی وہ اوصافِ حمیدہ موجود تھے جو رب ذوالجلال والاکرام کو مطلوب ہیں جس کی گواہی قرآنِ مجید دیتا ہے۔سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰﷺ کے بارے میں قرآنِ مجید نے گواہی دی، **فبما رحمة من الله لنت لهم و لو كنت فظا غليظ القلب لا انفضو امن حولك**۔(آل عمران:109)

اے پیغمبر یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان لوگوں کیلئے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو، ورنہ اگر کہیں آپ تندخو اور سنگدل ہوتے تو یہ سب آپ کے گردو پیش سے چھٹ جاتے۔

آپﷺ کی نرم دلی صرف مومنوں کے ساتھ خاص نہیں تھی بلکہ آپﷺ کی نرم دلی ورحمدلی اس قدر عام تھی کہ جنہوں نے آپﷺ کو گڑھے میں ڈھکیل دیا آپﷺ کو خاک وخون میں تڑپایا اور آپﷺ کے دانتوں کو شہید کیا، آپﷺ نے غزوۂ احد کے اس موقع پر ان کے حق میں ہدایت کی یوں دعاء فرمائی۔

اے اللہ! تو میری قوم کو ہدایت دے یہ جانتے نہیں ہیں۔

مخلوق کی نفع رسانی کا جذبہ آپﷺ میں بدرجۂ اتم موجود تھا اور لوگوں کو پہنچنے والی تکلیف پر آپﷺ کو گرانی محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ آپﷺ کے اسی مزاجِ مبارک کے بارے میں قرآنِ مجید نے یوں گواہی

دی،عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔

اور آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جس پاکیزہ جماعت کو تیار کیا اور جو نفع بخش مدنی معاشرہ میں قائم فرمایا اس میں نرم مزاجی اور رحمدلی کو خاص مقام عطا کیا اور قرآنِ مجید نے اس مدنی معاشرہ کا یوں تعارف فرمایا اذلة علی المومنین اعزة علی الکٰفرین۔(المائدہ:54)

وہ مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت۔دوسری جگہ فرمایا، اشداء علی الکفار رحماء بینھم (الفتح۔ ۲۹)وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔

اسلامی تعلیمات اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات کے ساتھ ہمدردی پر مبنی ہیں۔جانوروں کو پانی پلانے والے کو بھی یہ مذہب مغفرت کی بشارت عطا کرتا ہے۔لیکن اس کے باوجود اشداء علی الکفار مسلمان کافروں پر سخت ہوتے ہیں والی بات جو بتلائی گئی ہے یہ دراصل ان کفار کے سلسلہ میں ہے جو مذہب اسلام کیلئے خطرہ کا باعث اور مسلمانوں کیلئے خوف و دہشت کا سبب ہوں، ایسے کفار سماجی بھیڑیئے ہوتے ہیں ان بھیڑیوں کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنا بعض حالات میں ناگزیر ہوجاتا ہے، ہاں! اگر یہی بھیڑیئے ظلم وستم، سرکشی وعناد، عداوت وبغض، قتل وغارت گری سے باز آجائیں تو پھر اسلام ان کیلئے اپنی رحمت کی چادر پھیلا دیتا ہے۔

رحمدلی ونرم دلی سے متعلق یہ چند بنیادی باتیں تھیں جو بیان کی گئیں اب رہی یہ بات کہ اسلام کس طرح اپنے ماننے والوں کو انکے ساتھ برتاؤ کرنے کی تعلیم دیتا ہے جو طبی، معاشی، تعلیمی یا دیگر اعتبارات سے کمزور ہیں؟ اس مختصر سی کتاب کے ذریعہ لوگوں کو اس جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ انہیں ایک ایسا سماج قائم کرنا ہے جس میں ایک طاقتور کمزور کی، ایک صحت مند بیمار کی، ایک نوجوان بوڑھے کی، ایک صاحبِ علم نادان اور جاہل کی، ایک ذی حیثیت بے حیثیت کی کس طرح مدد کرے اور اس پر دوسرے سے متعلق کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ قرآنِ مجید اور احادیث شریفہ کی روشنی میں اس حقیقت کو سمجھانے کی یہ ادنیٰ کوشش امید ہے کہ ہمارے معاشرہ میں انسانیت، غم خواری، دردمندی، رحمدلی، نرم دلی اور محنت والفت پیدا کرنے کا ذریعہ بن جائے۔اور اللہ تعالیٰ اس خدمت کو باعثِ مغفرت بنادے۔آمین

غیاث احمد رشادی

۲۲ صفر المظفر ۱۴۳۳ ہجری

بوڑھے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک

اسلام نے ہر قسم کے کمزور انسان کے ساتھ حسن سلوک کرنے ،اس کی مدد و نصرت کرنے اور اس کی ضروریات اور تقاضوں کی تکمیل کرنے کا حکم دیا ہے چاہے وہ یتیم ہو یا مسکین، بیوہ ہو یا بیمار، قیدی ہو یا مظلوم، غریب ہو یا مسکین، مقروض ہو یا محتاج، غلام ہو یا ملازم، سائل ہو یا محروم، یا ان جیسے دوسرے لوگ جو کسی بھی اعتبار سے کمزور ہوں اور ان کمزوروں اور ضعیفوں میں جن کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے ان میں سرفہرست وہ ماں باپ ہیں جو بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ چکے ہوں جنہوں نے اپنی بھرپور جوانی اپنی اولاد کو سہارا دینے میں صرف کی ہو اور آج وہ خود کسی دوسرے کے سہارے کے محتاج بن چکے ہوں۔

چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۲۳ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے بنیادی ستون توحید کا جہاں بیان فرمایا اسی کے ساتھ ساتھ بوڑھے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا بھی حکم دیا۔

وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلا ھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما وقل لھما قولاً کریماً،اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں (جس کی وجہ سے محتاجِ خدمت ہو جائیں اور جبکہ طبعًا ان کی خدمت کرنا بھاری معلوم ہو) سو (اس وقت بھی (اتنا ادب کرو کہ) ان کو کبھی (ہاں سے) ہوں بھی مت کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور (ان کے لئے حق تعالیٰ سے) یوں دعاء کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا کہ انہوں نے مجھکو بچپن کی عمر میں پالا اور پرورش کیا ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے اور سورۂ لقمان میں جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا وہیں اپنے ماں باپ کا شکر ادا کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

ان اشکر لی ولوالدیک۔میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی۔

ترمذی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ اس کی حفاظت کرو یا ضائع کردو، نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

بدنصیب اولاد

عموماً اولاد اپنے ان ماں باپ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتی ہے جو جوان یا ادھیڑ عمر کے ہیں اور روزگار سے لگے ہوئے ہیں لیکن جب باپ بوڑھا ہوجاتا ہے، کمانے کی قوت بھی ختم ہوجاتی ہے، وہ اپنی اولاد کے سہارے پر جینے پر مجبور ہوجاتا ہے اوراس کی وجہ سے ماں بھی مجبور ہوجاتی ہے تو ایسی ناگفتہ بہ صورتحال میں ان کی بے بسی اور کمزوری کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض بدبخت قسم کے بچے اپنے ان بوڑھے اور کمزور ماں باپ کی نافرمانی کرنا شروع کردیتے ہیں، ان کو بوجھ محسوس کرتے ہیں اوران پر حکومت کرنے لگے ہیں اوران کو طعنے دینے لگتے ہیں، اس لئے کہ یہ بچے سمجھتے ہیں کہ اب ان کے ماں باپ میں ڈرانے، دھمکانے، تنبیہ کرنے اور مارنے کی سکت ہی نہیں ہے، اب ہم سب کچھ کرسکتے ہیں اور بہت کچھ بول سکتے ہیں۔ اسلام نے جس قدران بوڑھے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے اسی قدر گنوار، جاہل اور بدبخت بچوں میں ماں باپ کی ناقدری پائی جارہی ہے۔ایسے کئی واقعات مسلم سماج میں پیش آرہے ہیں جن کو سن کر یا دیکھ کر بوڑھے ماں باپ کی بدحالی پر آنکھوں سے آنسورواں ہوجاتے ہیں،

ایک مجبور باپ کی حالت

آندھراپردیش کے ایک ضلع کی ایک مسجد کے امام صاحب یہ واقعہ سنارہے تھے کہ ایک بوڑھے مسلمان نے ان سے راستہ چلتے ہوئے ملاقات کی اور کہا کہ مولوی صاحب! کچھ پیسے ہوں تو دیجئے مولوی صاحب نے کہا کہ کیوں کیا بات پیش آئی کہ مانگنے کی نوبت آ گئی ؟ تمہارے تو دونو جوان بچے ہیں اس بوڑھے نے کہا کہ مولوی صاحب! بس آپ مجھے اتنے پیسے دیجئے کہ میں زہر خرید سکوں، ایسی ذلت والی زندگی سے مرجانا ہی بہتر ہے مولوی صاحب نے ان کو تسلی دیتے ہوئے تفصیلات دریافت کیں اور کہا کہ کیا واقعہ پیش کیا اس بوڑھے نے کہا ہم دونوں میاں بیوی بوڑھے ہوچکے ہیں میرے دونوں بیٹوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک بیٹے کے پاس میں رہوں گا اور دوسرے بیٹے کے پاس میری بیوی رہے گی ، چنانچہ چندمہینوں سے میں ایک بیٹے کے پاس اور میری بیوی دوسرے بیٹے کے پاس رہ رہے ہیں اور دونوں بیٹوں کے گھروں کے درمیان کافی فاصلہ ہے، کئی دن گزرجاتے ہیں مگر میں اسلئے اپنی بیوی سے ملاقات نہیں کرسکتا کہ میرے پاس میری بیوی کے پاس جانے کیلئے پیسے نہیں ہوتے اور میرا بیٹا کھانا تو دے دیتا ہے مگر جیب خرچ کچھ نہیں دیتا، ایسی تنہائی والی زندگی جس میں بوڑھا آدمی اپنی بوڑھی بیوی سے ملاقات بھی نہ کرسکے۔ جی کر کیا فائدہ؟

پتہ نہیں سماج میں ایسے کتنے بوڑھے ماں باپ ہوں گے جن کے ساتھ ان کی اولاد اس قسم کا کھلواڑ کررہی ہوگی؟ ماں باپ اپنی اولاد کی خدمت وامداد کے اس وقت زیادہ محتاج ہوجاتے ہیں جب وہ بڑھاپے کی کمزوری کا شکار ہوجاتے ہیں اوراولاد کے رحم وکرم پر جینے پر مجبور ہوجاتے ہیں ایسی صورت میں جب اولاد ان ماں باپ سے ذراسی بے رخی کرنے لگتی ہے تو یہی بے رخی بوڑھے ماں باپ کے دل پر زخم پیدا کردیتی ہے پھر ماں باپ کا دل رنجیدہ وملول ہوجاتا ہے اور جب ان کا دل ٹوٹ جاتا ہے تو پتہ نہیں اس وقت ان کے دل پر کیا گزرتی ہے؟ یہ تو وہی جانتے ہیں جو اس مرحلہ سے گزر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کسی بھی بوڑھے باپ یا بوڑھی ماں پر وہ وقت نہ لائے۔

باپ کے حق میں دعا کیجیے

اولاد کو چاہئے کہ وہ بڑھاپے کے عوارض کو سمجھیں اور اس زمانہ میں طبعی طور پر جو چڑ چڑا پن آجاتا ہے اس مجبوری کو بھی محسوس کریں بالخصوص بڑھاپے کے آخری دور میں جب عقل وفہم بھی جواب دینے لگ جائیں تو اس تلخ ترین مرحلہ میں ان کی خواہشات اور مطالبات کچھ ایسے بھی ہوجاتے ہیں جن کا پورا کرنا اولاد کیلئے مشکل ہوجاتا ہے۔ بعض مرتبہ بڑھاپے کے آخری زمانہ میں آدمی ایسا بن جاتا ہے جیسے کوئی بچہ ہوتا ہے، اسی لئے سورۂ بنی اسرائیل کی مذکورہ آیت میں اولاد کو اپنے ماں باپ کے حق میں جو دعاء کرنے کا حکم دیا ہے اس دعاء میں اولاد کو اپنا بچپن یاد دلایا گیا ہے کہ جس طرح بچپن کے دور میں بچہ ضد کرتا ہے، اپنی بات پر اڑا رہتا ہے اسی طرح بڑھاپے میں بھی آدمی کچھ ایسا ہی کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے اولاد کے سامنے بوڑھے ماں باپ کی طرف سے کچھ ایسی انہونی باتیں بھی ہوجاتی ہیں جو یقیناً ناقابل برداشت ہوتی ہیں لیکن ایسی صورت حال میں طاقتور نوجوان کو چاہئے کہ وہ آپے سے باہر نہ ہو بلکہ اپنے ہوش سنبھالے، اس نازک موڑ میں اس رشتہ کو ملحوظ رکھے کہ یہ بیٹا ہے اور وہ ماں باپ ہیں یا یہ کہ یہ بیٹی ہے اور وہ ماں باپ ہیں اس لئے قرآن مجید نے **ولا تقولوا لهما اف** کہا کہ اپنے ماں باپ سے اپنی ناراضگی وناگواری کا اظہار مت کرو کہ ان ماں باپ کی بات سن کر اس طرح لمبی سانس لو اور اُف کہو جس سے ان ماں باپ پر ناراضگی کا اظہار ہو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایذا رسانی میں اف کہنے سے بھی کم کوئی درجہ ہوتا تو یقیناً وہ بھی ذکر کیا جاتا اور آگے جھڑکنے اور ڈانٹنے سے بھی روکا گیا۔ **ولا تنهرهما**، اور مثبت انداز سے والدین کے ساتھ گفتگو کا طریقہ سکھلایا گیا کہ **وقل لهما قولاً كريما**(محبت وشفقت کے نرم لہجہ میں ان سے بات کرو)، اور اپنے عہدوں، شہرتوں، قوتوں اور منصبوں کو پیروں تلے

روندکر اپنے ماں باپ کے سامنے اپنے آپ کو عاجز وذلیل آدمی کی صورت میں پیش کرو جیسے کوئی غلام اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اسی طرح تم اپنے ماں باپ کے سامنے کھڑے ہو جاؤ **واخفض لھما جناح الذل من الرحمة** (والدین کیلئے اپنے بازو عاجزی اور ذلت کے ساتھ جھکادو)۔

بوڑھوں کے ساتھ حسن سلوک

تین مرحلے

انسان کی زندگی کے تین مرحلے ہوتے ہیں بچپن، جوانی، بڑھاپا، ان تینوں زمانوں کا قرآن مجید نے تذکرہ کیا ہے۔ **ھو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم یخرجکم طفلاً ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخا و منکم من یتوفی من قبل ولتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم تعقلون۔** (المومن۔٦٧)

وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ کر کے نکالتا ہے پھر تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور کوئی کوئی تم میں سے پہلے ہی مرجاتا ہے تاکہ تم سب اپنے اپنے وقت مقرر تک پہنچ جاؤ اور تاکہ تم لوگ سمجھو۔

سورۂ نحل کی آیت نمبر ٧٠ میں بڑھاپے کا بطور خاص یوں تذکرہ کیا گیا ہے **واللہ خلقکم ثم یتوفکم و منکم من یرد الیٰ ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیاً ان اللہ علیم قدیر** (اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرتا ہے اور بعض تم میں وہ ہیں جو نکارہ عمر تک پہنچ جاتے ہیں جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی قدرت والے ہیں۔)

ان آیات میں ان تینوں مراحل کی نشاندہی کی گئی ہے، ان تین زمانوں میں دو زمانے کمزوری کے اور ایک زمانہ طاقت وقوت کا ہوتا ہے، بچپن کی کمزوری اور بڑھاپے کی کمزوری اور جوانی کی قوت وطاقت ظاہر ہے بچپن کی کمزوری کے موقع پر ماں باپ سہارا بن جاتے ہیں اور اس کی پرورش کرتے ہیں اور اس کے پروان چڑھنے میں مدد کرتے ہیں جبکہ بڑھاپے کی کمزوری اولاد کے لئے اس قرض کی ادائیگی کا وقت ہوتا ہے اور احسان کے جواب کا زمانہ ہوتا ہے کہ وہ بڑھاپے کی کمزوری میں ان کے لئے سہارا بن جائیں، جہاں تک ایسے بوڑھے ماں باپ جن کی اولاد ہو ظاہر ہے کہ یہ اولاد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ان کی کمزوری کا خیال رکھے لیکن

ایسے بوڑھے لوگ جن کی کوئی اولاد نہ ہو اور ان کا کوئی سہارا بھی نہ ہو ان کی اس کمزوری کے زمانہ میں ان کی خدمت اور ان کی ضروریات اور تقاضوں کی ذمہ داری سماج کے ان طاقتور افراد پر ہوتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت یا جسمانی اعتبار سے قوت و طاقت بخشی ہے۔

ارذل عمر سے پناہ

پیرانہ سالی کی وہ عمر جس میں انسان کے تمام اعضاء کمزور اور ماند پڑ جاتے ہیں اور دماغی قوت میں خلل پڑ جاتا ہے نبی کریم ﷺ نے اس عمر سے پناہ مانگی ہے۔ **اللھم انی اعوذبک من سوء العمر** (اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بری عمر سے) اور ایک روایت میں یوں ہے **اللھم انی اعوذبک من ان ارد الیٰ ارذل العمر** (اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں ارذلِ عمر سے)۔ آپ ﷺ نے اس عمر سے اس لئے پناہ مانگی ہے کہ اس عمر پر پہنچنے کے بعد آدمی کے ہوش و حواس باقی نہیں رہتے۔ جس کے نتیجہ میں وہ ساری معلومات بھول جاتا ہے، ایک چیز سے باخبر ہونے کے بعد آدمی اس عمر میں پھر بے خبر ہو جاتا ہے۔ اگر چہ کہ حضور ﷺ نے اس عمر سے پناہ مانگی ہے لیکن اس عمر پر پہنچنے والوں کو کبھی آپ ﷺ نے حقیر نگاہوں سے نہیں دیکھا ہے۔ بلکہ نبی کریم ﷺ نے بوڑھوں کے کاندھوں کے بوجھ کو اپنے کاندھے پر رکھا ہے اور اس خدمت میں آپ ﷺ نے مسلمان اور غیر مسلمان کا کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ آپ ﷺ نے مکہ کی مشرک بوڑھی کا بوجھ اپنے کاندھے پر اٹھا کر اس مقام تک پہنچایا ہے جس مقام پر وہ جانا چاہتی تھی۔

بوڑھی خاتون کی سفارش

نیز آپ ﷺ نے قوت و طاقت سے محروم بوڑھی عورت کی جو کسی کے ہاں خادمہ کی حیثیت سے کام کرتی تھیں ان کی مالکہ سے سفارش بھی کی ہے، مدینہ منورہ کی ایک بوڑھی خاتون جو انصار کے گھروں میں کام کیا کرتی تھی ان کا سودا لانے کیلئے بازار چلی مگر اسکے ضعیف ہاتھوں سے درہم کھو گئے وہ روتی ہوئی بیٹھ گئی آپ ﷺ کا اس پر سے گزر ہوا اور آپ ﷺ نے کیفیت دریافت کی پھر آپ ﷺ نے اس کو درہم بھی دیئے اور اس کے گھر تک پہنچنے میں تاخیر ہونے کی وجہ سے اسکے ساتھ ساتھ انصار کے گھروں تک پہنچ کر اس بوڑھی خاتون کی غلطی کو معاف کر دینے کی سفارش کی، اس سفارش کی وجہ سے انصار کی خواتین نے اس بوڑھی کو معاف کر دیا۔ معلوم ہوا کہ بوڑھے کمزوروں کی مدد و نصرت کرنا بھی ملت کے طاقتور افراد کی ذمہ داری ہے اور یہ نبی کریم ﷺ کی سنت بھی ہے۔

بوڑھوں کا اکرام

بڑے بوڑھوں کا اکرام بھی تعلیمات نبوی ﷺ کا تقاضا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا **لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویوقر کبیرنا.** (ترمذی) جو شخص ہم میں کے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہم میں کے بڑوں کا اکرام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ بڑوں میں جو زیادہ بوڑھے اور کمزور ہیں وہ زیادہ مستحق ہیں کہ ان کا اکرام کیا جائے ان کی مدد و نصرت کی جائے اور ان کے حق میں سہارا بن جائیں۔

حضرت اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے اجلال و تعظیم میں سے یہ ہے کہ بوڑھے مسلمان کا اکرام واحترام کیا جائے۔ (بیہقی فی الشعب ج ۷ ص ۴۵۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بوڑھے مسلمان کی تعظیم و احترام اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔

بوڑھوں پر ہنسنے والو

: آج کل کے منچلے نوجوانوں کو دیکھا جارہا ہے کہ وہ ایسے بوڑھوں کا مذاق اڑاتے ہیں جن بوڑھوں کی بڑھاپے کی وجہ سے ذہانت وفطانت اور سمجھ بوجھ میں فرق پیدا ہوجاتا ہے، منچلے نوجوانوں کی یہ حرکت گھناؤنی ہے انہیں اپنی اس گھناؤنی حرکت سے باز آنا چاہئے۔ جو نوجوان بوڑھوں کی رفتار و گفتار کی نقل کرتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں انہیں جان لینا چاہئے کہ وہ بھی ایک دن اس بڑھاپے کا شکار ہوجائیں گے اور اس وقت ان پر کیا گزرے گی جب ان کا مذاق اڑایا جائے گا؟ یہ بات یاد رکھیں کہ **من ضحک ضحک** جو کسی پر ہنستا ہے حالات ایسے پیدا ہوجاتے ہیں کہ اسی ہنسنے والے پر لوگ ہنسنے لگ جاتے ہیں۔ باشعور نوجوان اس حدیث پر غور کریں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو جوان بوڑھے مرد کا اکرام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بوڑھے ہونے پر اس کی تعظیم کا انتظام فرمادیتا ہے۔

بڑے اور برکت

جو افرادِ خاندان اپنے گھر کے بڑے بوڑھوں کو بوجھ سمجھتے ہیں ان کے اس دنیا سے جلد چلے جانے کی خواہش رکھتے ہیں انہیں اس حدیث پر غور کرنا چاہئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔ (بیہقی فی الشعب ج ۱ ص ۳۵۴)

حضرت ابن عباسؓ کی ایک اور روایت میں ہے خیراور بھلائی تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے (مجمع الزوائد)۔اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ان بڑوں سے اپنے معاملات میں مشورہ کرو،ان کے تجربات سے فائدہ اٹھاؤ۔ان کو اپنے درمیان خیراور برکت کا باعث سمجھو،اوران کے رہنے کو اپنے لئے باعث تکلیف مت سمجھواوراپنے معاملات میں ان کو بے دخل مت کرو۔

حضورﷺ نے اپنے معاملات میں بڑوں کو آگے رکھنے کا حکم دیا ہے،حضرت جابرؓفرماتے ہیں کہ قبیلۂ جہینہ کی ایک جماعت آپﷺ کی خدمت میں آئی تو ایک کم عمر شخص نے آپﷺ سے گفتگو شروع کی تو آپﷺ نے فرمایا تم رک جاؤ تمہارے بڑے کہاں ہیں؟

یتیموں کے ساتھ حسن سلوک

وہ اولاد جن کے ماں باپ اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور وہ یتیمی ویسیری کا شکار ہوگئے اور اس طرح یتیم ویسیر ہونے کی وجہ سے سماج میں کمزور ہوگئے ، ماں باپ کے سایہ سے محرومی کی وجہ سے احساس کمتری پر مجبور ہوگئے ، اسلام ان یتیموں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے انہیں بشارتیں دیتا ہے،ان کی فوقیت وفضیلت بیان کرتا ہےاور سماج کے دیگر افراد کو حکم دیتا ہے کہ ان یتیموں کا حق ادا کریں،ان کے مال کی حفاظت کریں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ قرآنِ مجید میں یتیموں سے متعلق تقریباً بائیس آیتیں موجود ہیں جن آیات میں یتیموں سے متعلق حقوق واصول بیان کئے گئے ہیں۔

یتیم کا اکرام

سورۃ الضحیٰ میں حضورﷺ سے متعلق فرمایا گیا **الم یجدک یتیماً فاوی** کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر آپﷺ کو ٹھکانہ دیا۔اسی سورہ میں حکم دیا گیا کہ **فاماالیتیم فلا تقھر** تو آپ یتیم پر سختی نہ کیجئے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یتیم کو جھڑکنا اس کے ساتھ سخت دلی سے پیش آنا درست نہیں ہے بلکہ یتیم کے اکرام کا تقاضا ہے کہ اس کے ساتھ نرم گفتگو کی جائے۔

سورۃ القیامۃ میں بطور تنبیہ کہا گیا کہ **کلابل لاتکرمون الیتیم** ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی کچھ قدر اور خاطر نہیں کرتے ہو۔سورۃ الدھر میں نیک لوگوں کے اوصاف یوں بیان کئے گئے کہ وہ **ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا و یتیما و اسیرا** اور وہ لوگ محض اللہ کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا

کھلاتے ہیں۔یتیموں کے مال کے سلسلہ میں قرآنِ مجید میں بطور حاص ہدایت دی گئی۔سورہ انفال اور سورۂ بنی اسرائیل میں یتیموں کے مال کے بارے میں کہا گیاو لا تقربو امال الیتیم الا باالتی ھی احسن حتیٰ یبلغ اشدہ۔(الانعام:۱۵۲)اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہو یہاں تک کہ پہنچ جائے اپنی جوانی کو۔

اور سورۂ نساء میں فرمایا گیا کہ واتوا الیتٰمیٰ امو الھم و لا تتبدلوا ا لخبیث بالطیب۔(النساء:۲)

ترجمہ: اور دیدو یتیموں کو ان کا مال اور بدل نہ لو برے مال کو اچھے مال سے۔

اور یتیموں سے متعلق یہ بات بھی کہی گئی۔

ویسئلونک عن الیتٰمیٰ قل اصلاح لھم خیر و ان تخالطو ھم فاخوانکم۔

وہ آپ سے یتیموں کے سلسلہ میں بھی سوال کرتے ہیں آپ کہد تیجئے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے تم اگر ان کا مال اپنے مال میں ملا بھی لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

قرآنی ہدایات کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے قولاً اور عملاً یتیموں کے اکرام اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور خود بھی آپ ﷺ نے یتیموں کی خبر گیری اور ان کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ فرمایا۔

ایک اہم واقعہ

مجمع الزوائد جلد نمبر 8 صفحہ 161 میں یہ واقعہ منقول ہے کہ حضور ﷺ کی مسجد میں ایک یتیم آ کھڑا ہوا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ! میں ایک یتیم مسکین غلام ہوں اور ہماری ماں ایک بیوہ اور مسکین عورت ہے ہمیں کچھ کھلا یئے جو اللہ پاک نے آپ کو کھلایا اور ہمیں کچھ دیجئے جو اللہ نے آپ کو نوازا ہے یہاں تک کہ میں خوش ہو جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بہت اچھی بات کہی، گھر جاوا ے بلال جو کچھ کھانا پاؤ لے آ ؤ پس وہ اکیس (21) کھجور لے آئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں دیدیا۔آپ ﷺ نے اس کی جانب اشارہ فرمایا ہم سمجھ رہے تھے کہ آپ ﷺ کھجور میں برکت کی دعاء کرر ہے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا سات تمہارے لئے، سات تمہاری بہن کیلئے سات تمہاری ماں کیلئے وہ بچہ کھجوریں لیکر چلا گیا۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا اے بچے! خدا تمہاری یتیمی کی تلافی کرے اور تمہارے باپ کا نائب بنائے۔آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! میں نے تم کو دیکھا جو بچہ کے ساتھ تم محبت کا معاملہ کرر ہے تھے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! شفقت کی وجہ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا قسم خدا کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے جو شخص بھی کسی

مسلمان یتیم کو اچھی طرح شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے تو اللہ پاک ہر بال کے بدلہ ایک درجہ بلند کرتے ہیں ایک نیکی لکھتے ہیں اور ایک گناہ معاف فرماتے ہیں۔

میں تمہارا باپ اور عائشہ تمہاری ماں

بشر الجہنی کی روایت ہے کہ میں نے جنگ احد میں آپ ﷺ سے ملاقات کی اور پوچھا کہ میرے والد صاحب کا کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تو شہید ہو گئے میں رونے لگا آپ ﷺ نے مجھے لیا اور سر پر ہاتھ پھیرا اور اپنے ساتھ اٹھا لے گئے اور فرمایا کیا تم کو اس بات کی خوشی نہیں کہ میں تمہارا باپ ہو جاؤں اور عائشہ تمہاری ماں ہو جائے۔(جمع الزوائد ص ۱۶۱)

یتیم کی کفالت

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح رہیں گے پھر آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور بیچ والی انگلی سے اشارہ کیا۔ (بخاری جلد۲ ص ۸۸۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور مسلمانوں کا بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیموں کے ساتھ برا سلوک کیا جائے میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں دو انگلیوں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہیں گے۔(الادب المفرد ص ۵۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک محبوب ترین وہ مکان ہے جس میں یتیم کے ساتھ اکرام کیا جائے۔(ترغیب ص ۳۴۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہ دے گا جو یتیم پر مہربانی کرتا ہو اس کے ساتھ اکرام کے ساتھ کلام کرتا ہو، اسکی یتیمی اور کمزوری پر رحم کرنے والا ہو اور جو مال اللہ نے اسے بخشا ہو اس کی وجہ سے اپنے پڑوسی پر بڑھ چڑھ کر رہنے والا نہ ہو۔(مکارم طبرانی ص ۳۴۹)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو یہ چاہتا ہو کہ اس کا دل نرم ہو اس کی ضرورتیں پوری ہوں وہ یتیموں پر رحم کرے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے اسے اپنی طرح کھانا کھلائے اس کا دل نرم ہوگا اور اس کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔

ان احادیث رسول ﷺ سے سماج کے اس کمزور طبقہ یعنی یتیموں کی خبر گیری کی فضیلت عیاں ہو چکی ہے۔
لوگوں کو چاہئے کہ وہ یتیموں کو حقیر نگاہوں سے نہ دیکھیں بلکہ ان کا اکرام کریں ان کی کفالت کو بوجھ محسوس نہ کریں بلکہ ان کی پرورش کو سعادتمندی تصور کریں۔

بیواؤں کے ساتھ حسنِ سلوک

قرآن مجید میں بیواوں کا تذکرہ

قرآنِ مجید نے بیواؤں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۵۲ میں یوں فرمایا گیا۔

والـذیـن یتـو فـون منکم ویذرون ازواجا یتر بصن بالقسھن اربعة اشھر و عشرا فاذا بلغن اجلھـن فـلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسھن بالمعروف والله بما تعملون خبیر ۔اورتم میں جولوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو یہ بیویاں اپنی جانوں کو روکے رکھیں چار مہینے دس دن پھر جب وہ پہنچ جائیں اپنی میعاد کو سوتم پر کوئی گناہ نہیں اس بات میں کہ وہ عورتیں اپنی جانوں کے بارے میں خوبی کے ساتھ کوئی فیصلہ کرلیں اور جوتم کرتے ہواللہ اسکی خبر رکھنے والا ہے۔اس آیت میں بیواؤں کی عدت کا بیان ہے کہ وہ چار مہینے دس دن تک عدت گزاریں اور اس مدت تک کسی اور سے نکاح نہ کریں اور اس زمانۂ عدت میں سوگ بھی کریں یعنی خوشبو، مہندی نہ لگائیں اور بن ٹھن کر بھی نہ رہیں۔

وراثت میں بیوہ کا حق

نیز قرآن مجید نے بیوہ عورتوں کو اپنے شوہر کی وراثت کا حقدار بھی قرار دیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ولھـن الـربـع مـمـا تـر کتـم ان لـم یـکـن لـکـم ولـد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مماترکتم من بعد وصیة تو صون بھآ اودین. (النساء : ۱۲)

’’اور جوترکہ تم چھوڑ جاؤ اس میں ان کیلئے چوتھائی ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہواور اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر انہیں تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ملے گا اس وصیت کے بعد جوتم کر گئے ہو۔

حضور ﷺ نے بیواوں کی خبر گیری کی ہے

حضور اکرم ﷺ نے بیواؤں کی خبر گیری کی ہے ان کی خدمت کی ہے اور ان کو سماج میں ایک ایسا مقام دیا ہے کہ ان کی مدد و نصرت کے ذریعہ آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر وثواب پا سکتا ہے، بیواؤں کے سلسلہ

میں آپ ﷺ کا عمل، آپ ﷺ کی ہدایات اور بشارتیں بکثرت منقول ہیں تاہم چند حدیثیں درج کی جاتی ہیں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ غلاموں اور بیواؤں کی ضرورت اور خدمت کے سلسلہ میں چلنے میں کوئی عار محسوس نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ ان کی ضرورت پوری ہو جاتی۔

(دلائل النبوۃ ص ۳۲۹)

بیوہ کی خدمت کی فضیلت

عام لوگوں کا یہ مزاج ہوتا ہے کہ وہ معاشرہ کے ایسے افراد کے ساتھ رہنے بسنے اور چلنے پھرنے یہاں تک کہ ان سے بات کرنے کو بھی عار محسوس کرتے ہیں۔ مثلاً نوکر، خادم، بیوہ، یتیم، غریب وغیرہ۔ مگر نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ہم ایسے لوگوں کے ساتھ چلنے پھرنے میں کوئی عار محسوس نہ کریں جیسا کہ نبی کریم ﷺ بیواؤں کی ضرورت اور ان کی خدمت کے لئے ان کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہ کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسکین بیواؤں کی خدمت کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا یتیموں اور بیواؤں کی خدمت کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح یا رات میں عبادت کرنے والے کی طرح اور دن میں روزہ دار کے مانند ہے۔ (بخاری)

نوکروں اور خادموں کے ساتھ حسنِ سلوک

عموماً ذی حیثیت اور سرمایہ دار طبقہ نوکروں اور خادموں کو حقیر سمجھتا ہے معاشرہ میں ان کا کوئی مقام نہیں ہوتا، ان سے انکی طاقت سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور محنت سے کم اجرت دی جاتی ہے، ان کی مجبوری کا گویا ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے، اگرچہ کہ آج بھی ایسے با اخلاق مالدار مسلم معاشرہ میں موجود ہیں جو ان نوکروں اور خادموں کے ساتھ انسانیت کے دائرہ میں رہتے ہوئے برتاؤ کرتے ہیں، ان کے حقوق ادا کرتے ہیں، ان کی محنت کا معقول معاوضہ دیتے ہیں اور ان کی محنت سے بڑھ کر انہیں بخشش عطا کرتے ہیں، مگر مسلمانوں کا ایک طبقہ اس انسانیت سے محروم ہے، نوکروں، ملازموں اور خادموں کو دورانِ گفتگو اپنے مالکوں، سیٹھوں اور آقاؤں کی شکایت سننے کو ملتی ہے جس سے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ بے رحمی کا برتاؤ کرنا عام بات

بن چکی ہے۔لوگوں کی بیروزگاری کی وجہ سے بھی آج کل ذی حیثیت لوگ ان ملازمین سے خوب کام لیتے ہیں اورانہیں معقول معاوضہ نہیں دیتے۔آج کل دینی اداروں میں بھی یہ مرض پھیل چکا ہےاوردینی خدام کوان کی محنت کاپوراصلہ مل نہیں پاتا۔

خدام دین کیساتھ قوم کاسلوک

موجودہ کمرتوڑ مہنگائی کے باوجود مساجد کے اماموں،موذنوں،خادموں نیز مدارس کے اساتذہ ودیگرعملہ کی اقل ترین تنخواہ پرغوروخوض کیا جائے تواسی نتیجہ پر پہنچا جاسکتا ہے کہ ان کی تنخواہوں کا گھٹیا معیارخودان کامذاق اڑاتانظرآتاہے،ایک امام کی تنخواہ اگرسچ پوچھا جائے توعام طورپراتنی دی جاتی ہے کہ وہ صرف اس تنخواہ سے اپنے گھر کا کرایہ اداکرسکتا ہےاورہمارے ہندوستان میں بہت کم ایسی مسجدیں ہیں جن مسجدوں میں اماموں اور موذنین کے لیے رہائش کاانتظام ہو،اسی طرح اکثر مدارس کے اساتذہ کی تنخواہوں کامعیاربھی اس قدرگھٹیا ہے کہ ایک استاذ صبح 8 بجے سے شام 5 بجے تک مدرسہ میں بیٹھ کربچوں کوپڑھاتا ہےاورشام میں وہ تھک ہارکرگھر پہنچتا ہےاورمہینہ بھرکی محنت کے معاوضہ میں اس کوصرف ڈھائی ہزاریاتین ہزارملتے ہیں،ظاہرہے کہ یہ ڈھائی ہزاراسکے گھر کے کرایہ یازیادہ سے زیادہ اسکے گھرکے برقی بل کی ادائیگی کیلئے کافی ہوجائیں گےاوراگرگھر سے مدرسہ دورہےتوآدھی تنخواہ پٹرول پرہی خرچ ہوجائے گی۔انتظامیہ کوچاہئے کہ وہ سنجیدگی سے اس بات پرغور کرےاورتنہائی میں بیٹھ کراپنے عملہ کے حالات کاجائزہ لےاورانکےحق میں وسعتِ ظرفی سے کام لےاوران کیلئے معقول معاوضہ دے۔آج کل مدارس میں طلبہ کے کم تعدادمیں داخل ہونے کی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ ان مدارس سے فارغ التحصیل علماءوحفاظ کی تنخواہیں خوددینی ادارے کم دیتے ہیں گویاہم خود ان علماءکی حیثیت کوکم کرنیکے ذمہ دارہیں،ہرسرپرست اپنے بچہ کومدرسہ میں داخل کرنے سے پہلے یہی سوچے گا کہ میرابچہ اگرعالم دین یاحافظ قرآن بنے گاتواس کی تنخواہ تودوتین ہزارروپیوں سے زیادہ نہ ہوگی پھرمیرے بچے کامستقبل کیاہوگا؟ذمہ دارانِ مدارس کواس پرایک دل ہوکرسوچنااورفیصلہ کرناچاہئے نیزیہ تنخواہیں بھی وقت پرنہیں ملتیں توایسی صورت میں شادی شدہ ایسامدرس جس کے کئی بچے ہوں وہ اپنا گھرکس طرح چلاپائے گا؟اوراگرہنگامی حالات مثلاًبیماری،ڈیلیوری وغیرہ کے مواقع پروہ کس طرح حالات کاسامناکرسکے گا؟کیا اس مدرس سے یہ کہیں گے کہ دن بھرہمارے پاس تدریسی خدمات انجام دواورشام ہوتے ہی دوسروں کے پاس جاکرامدادیاقرض طلب کرو،ذمہ دارانِ مدارس کایہ کہناغیرمعقول ہے کہ مدرسہ کابجٹ اس کی اجازت نہیں

دیتا کہ اساتذہ کی تنخواہ بڑھائی جائے، اس جواب کے بجائے اگر یہ تدبیر کی جائے تو کیا مناسب نہیں ہوگا کہ اسٹاف کی تعداد اور طلبہ کی تعداد کم رکھی جائے اور طلبہ کو معیاری کھانا اور اساتذہ کو معیاری تنخواہ دی جائے۔ بہر حال اس سلسلہ میں انتظامیہ کو کوئی معقول راہ نکالنی چاہیئے تا کہ ملازمین، خدام اور نوکروں کے سلسلہ میں اللہ کے ہاں کوئی مواخذہ نہ ہو۔

غلاموں کے بنیادی حقوق

غلاموں کے بنیادی حقوق کے سلسلہ میں حضورﷺ کی تعلیمات یہ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا طعام اور لباس غلام کا حق ہے اور یہ بھی اس کا حق ہے کہ اسے ایسے سخت کام کی تکلیف نہ دی جائے جس کا وہ متحمل نہ ہو سکے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بیچارے غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ نے ان کو تمہارا زیر دست محکوم بنا دیا ہے تو اللہ جس کے زیر دست اس کے کسی بھائی کو دے تو اس کو چاہیئے کہ اس کو وہ کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہ پہنائے جو وہ خود پہنتا ہو اور اس کو ایسے کام کا مکلّف نہ کرے جو اس کے لئے بہت بھاری ہو اور اگر ایسے کام کا مکلّف کرے تو پھر اس کام میں خود اس کی مدد کرے۔ (صحیح بخاری) اس حدیث سے معلوم یہ ہوا کہ ہر غلام یا نوکر یا خادم بھی آقا کا بھائی ہوتا ہے فرق یہ ہے کہ یہ حاکم ہے اور وہ محکوم ہے، حاکم ہو یا محکوم سب کے سب آدم کی اولاد ہیں اور حاکموں کو چاہیئے کہ وہ محکوموں کے ساتھ بھائی جیسا برتاؤ کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم اس کیلئے کھانا تیار کرے پھر وہ اس کے پاس لے کر آئے اور اس نے اسکے پکانے اور بنانے میں گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہے تو آقا کو چاہیئے کہ کھانا تیار کرنے والے اس خادم کو بھی کھانے میں اپنے ساتھ بٹھائے اور وہ بھی کھائے پس اگر کبھی وہ کھانا تھوڑا ہو تو آقا کو چاہیئے کہ اس کھانے میں سے دو ایک لقمے ہی اس خادم کو دے دے۔ (مسلم)

ہر روز ستر دفعہ معاف کردو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اپنے خادم اور غلام کی غلطیاں کس حد تک ہمیں معاف کر دینا چاہئیں؟ آپﷺ نے سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا اس شخص نے دوبارہ آپ کی خدمت میں یہی عرض کیا آپ پھر خاموش رہے اور جواب میں کچھ نہیں فرمایا پھر جب تیسری دفعہ اس نے عرض کیا تو آپﷺ نے ارشاد فرمایا

ہر روز ستر دفعہ۔(سنن ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ کو غلاموں اور خادموں سے کس قدر محبت والفت تھی اوران کا کس قدر خیال تھا اس حدیث سے اس کا احساس ہوتا ہے کہ دن میں ستر مرتبہ بھی اگر غلام یا خادم غلطی کرے تو ستر دفعہ بھی معاف کردینا بہتر ہے۔حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ اپنی باندیوں کو برتن توڑ دینے پر سزا نہ دیا کرو اس لئے کہ برتنوں کی بھی عمریں مقرر ہیں تمہاری عمروں کی طرح۔ظاہر ہے کہ نوکروں،خادموں اور غلاموں کے ہاتھوں سے خدمت کے دوران کوئی نہ کوئی چیز کبھی نہ کبھی ٹوٹ یا پھوٹ جاتی ہے ایسے موقعوں پر اپنے ان خادموں کو ڈانٹنا،جھڑکنا،گالی دینا،طعنے دینا،سزا دینا،مار پیٹ کرنا درست نہیں ہے ۔ایسے موقع پر معاف کردینا ہی بہتر ہے اوراپنے آپ کو اس طرح تسلی دینا اس کی بہترین تدبیر ہے کہ جس طرح ہماری عمر ہوتی ہے کہ اچانک موت واقع ہو جاتی ہے اسی طرح ان برتنوں کی بھی ایک عمر ہے،اس لئے ایسے موقع پر تحمل و برداشت سے کام لینا چاہیئے۔جو لوگ نوکروں پر حسنِ سلوک کرنے کے بجائے ان پر ظلم کرتے ہیں انہیں ہمیشہ اس حدیث کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جس کسی نے اپنے غلام کو کسی ایسے جرم پر سزا دی جو اس نے نہیں کیا تھا یا اس کو طمانچہ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کردے یعنی اگر ایسا نہیں کرے گا تو خدا کے ہاں سزا کا مستحق ہوگا۔(مسلم) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک غلام کو ماررہا تھا میں نے پیچھے سے آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا کہ اے ابو مسعود! تجھے معلوم رہنا چاہیئے کہ اللہ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت اور قابو حاصل ہے جتنا تجھے اس بیچارے غلام پر ہے۔میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ فرمانے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس کو آزاد کردیا اب یہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر تم یہ نہ کرتے تو جہنم کی آگ تمہیں جلا دیتی۔

مزدوروں کی مزدوری وقت پر دی جائے

مزدوروں اور خادموں کا یہ بنیادی حق ہے کہ ان کی محنت کی مزدوری برابر دی جائے۔یہ انسانیت سے گری ہوئی حرکت ہے کہ کسی سے مزدوری لی جائے اور اس کی مزدوری وقت پر نہ دی جائے یا دی ہی نہ جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں،اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تین آدمیوں کی جانب سے قیامت میں فریق بن کر مطالبہ کروں گا جس نے میرے نام سے قسم کھائی اور پورا نہ کیا،جس نے

کسی آزاد کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھائی، جس نے کسی کو مزدور رکھا اس نے کام پورا کر دیا اور اس کو مزدوری نہ دی۔ (بخاری) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مزدور کو یا جس سے کام لیا ہو اس کو پسینہ خشک ہونے سے قبل اجرت دے دو۔ (سنن کبریٰ، بیہقی)

کسی سے مزدوری سے کام لینا اور وقت پر اجرت دینے کے بجائے ٹالتے رہنا اور مزدور کی چپلیں گھسانا غیر اخلاقی حرکت ہے۔ پسینہ خشک ہونے سے پہلے اجرت دینا اخلاقی فریضہ ہے، بعض بد بخت حاکم اور آقا یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ ہمارے مزدور کو تو پسینہ ہی نہیں آیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت کی مگر کبھی آپ ﷺ نے اف نہیں فرمایا اور نہ کسی کام کے کرنے اور نہ کرنے پر کیوں کیا کیوں نہیں کیا نہیں فرمایا۔ (مسلم) ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ خادموں اور نوکروں سے ان کی ضرورت معلوم فرماتے رہتے۔ (فیض القدیر)

حضور ﷺ کے ایک خادم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ خادموں سے پوچھتے رہتے۔ حضور ﷺ کے ایک خادم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ خادموں سے پوچھتے رہتے تھے کہ تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟ (مسند احمد)

مسکینوں اور مصیبت زدوں کے ساتھ حسنِ سلوک

صاحب مال کے مال میں مسکین کا بھی حق

اسلام نے ملت کے اس کمزور طبقہ کا پورا پورا لحاظ رکھا ہے جو غربت، فقیری، مسکینی اور محتاجی کی زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ملت کے اس طبقہ پر ان کی خبر گیری اور امداد و نصرت کی ذمہ داری رکھی ہے جو مال و دولت کے سایہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ قرآنِ مجید نے ان مسکینوں، فقیروں اور مصیبت زدوں کے حقوق بیان کئے ہیں اور ان پر اپنا وہ مال خرچ کرنے کا حکم دیا ہے جس کا امین اللہ تعالیٰ نے انہیں بنایا ہے۔

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۵ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتٰمیٰ والمساکین** ۔ وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کیا خرچ کریں آپ فرما دیجئے کہ جو مال تم خرچ کرو اس کا مصرف والدین، رشتہ دار، یتیم اور مسکین لوگ ہیں اور جو بھی خیر کا کوئی کام تم کرو گے سو اللہ اس کو خوب جانتے ہیں۔ اس آیت میں یہ واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ جو مال آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا وہ پہلے ماں باپ پر، پھر رشتہ داروں پر پھر یتیموں پر اور پھر مسکینوں پر خرچ کرے گا۔ معلوم یہ ہوا

کہ صاحبِ مال کے مال میں ان مسکینوں اور محتاجوں کا بھی حق ہے جو غربت اور مسکینی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اصل نیکی کیا ہے؟

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۷ میں لوگوں کے رخ کو اصل اعمال کی جانب موڑا گیا ہے جن میں مسکینوں اور محتاجوں پر اپنا مال خرچ کرنا بھی ہے۔لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق و المغرب ولکن البرمن اٰمن باللہ والیوم الآخرو الملئٰکۃ والکتب والنبیین واٰتی المال علی حبہ ذوی القربیٰ و الیتمیٰ والمکسین وابن السبیل والسائلین و فی الرقاب . الی آخرہ.

نیکی اس میں نہیں ہے کہ تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لیا کرو لیکن نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر ایمان لائے اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور نبیوں پر اور اپنا مال دے اس کی محبت میں قرابت والوں کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں ۔الخ۔معلوم یہ ہوا کہ اصل نیکی کسی جانب رخ پھیر لینا نہیں ہے بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ آدمی اللہ کے حقوق بھی ادا کرے مثلاً نماز قائم کرے، زکواۃ ادا کرے، عہد پورا کرے، صبر سے کام لے، اللہ پر اور اس کی کتابوں، نبیوں اور فرشتوں پر ایمان لائے اور اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو اور گردن چھڑانے میں خرچ کرے۔قرآنِ مجید نے وراثت کی تقسیم کے موقع پر آنے والے رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کا بھی خیال رکھنے اور اس مال میں سے ان کو بھی کچھ دینے کی تلقین کی ہے ۔

اچھے طریقہ پر بات کرو

اور صرف مال دینے ہی کی نہیں بلکہ ان کے ساتھ معقول انداز میں گفتگو کرنے کا بھی حکم دیا ہے، چنانچہ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۸ میں فرمایا و اذا حضرا لقسمۃ اولو القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین فارزقوھم منہ وقولوالھم قولا معروفا اور جب تقسیم کے موقع پر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین حاضر ہو جائیں تو اس مال میں سے ان کو بھی کچھ دے دو اور ان سے اچھے طریقہ پر بات کرو۔

مسکینوں کے ساتھ بھی حسن سلوک

سورۂ نساء کی آیت نمبر ۳۶ میں اللہ تعالیٰ نے جہاں ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا اور ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا وہیں اللہ تعالیٰ نے یتیموں اور مسکینوں وغیرہ کے ساتھ بھی حسن

سلوک کا حکم دیا۔ واعبد واالله ولا تشر کو ابه شیئا و بالوالدین احسانا و بذی القربیٰ والیتمیٰ و المسکین والجارذی القربیٰ والجارالجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل و ماملکت ایما نکم . اللہ کی عبادت کرواوراس کے ساتھ کسی بھی چیز کوشریک نہ بناؤاور والدین کے ساتھ اچھابرتاؤ کرواور قرابت داروں اور مسکینوں اور پاس والے پڑوسیوں اور دوروالے پڑوسیوں اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ اور مسافر کے ساتھ اوران لوگوں کے ساتھ جو مالکانہ طور پر تمہارے قبضہ میں ہیں اچھا سلوک کرو۔

مسکینوں کا حق دو

سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۲۶ میں فرمایا گیا وآت ذاالقربیٰ حقه والمسکین وابن السبیل ولاتبذ ر تبذیراً اوررشتہ دارکواور مسکین کواور مسافرکواس کا حق دواور مال کو بے جامت اڑاؤ۔

سورۂ قیامہ میں مسکینوں کوکھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینے پر تنبیہ کی گئی ولا تحضون علی طعام المسکین۔ اورتم مسکینوں کوکھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔

سورۃ الحاقہ میں نماز نہ پڑھنے اور مسکینوں کو کھانا نہ کھلانے کو دخولِ جہنم کی وجہ بتلائی گئی ہے۔

بہر حال قرآنِ مجید میں ایسی بیسیوں آیتیں ہیں جن میں مسکینوں ،محتاجوں اورفقیروں پر مال خرچ کرنے اوران کوکھانا کھلانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ شرعی احکام میں مسکینوں کے کھانا کھلانے کوخصوصی اہمیت دی گئی ہے۔روزہ کا فدیہ مسکین کوکھانا کھلانا قراردیا گیا۔ بلا وجہ فرض روزہ توڑ دینے پر بطور کفارہ مسلسل ساٹھ روزے یاساٹھ مسکینوں کوکھانا کھلانا قراردیا گیا۔

قسم کھانے کے بعد توڑ دینے پر بطور کفارہ دس مسکینوں کوکھانا کھلانے کا حکم دیا گیا۔

شریعت اسلامیہ کا یہ مزاج اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ مسکینوں کی کس قدر اہمیت اسلام میں ہے، اور مسلمانوں پران کے کس قدر حقوق ہیں۔ بیواؤں کے سلسلہ میں یہ حدیث پچھلے صفحات میں گزرچکی ہے کہ بیواؤں اور مسکینوں کی حاجتوں کی تکمیل کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا مجاہد کی طرح یا رات بھر نماز پڑھنے والے کی طرح یادن بھر روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

مسکینوں کوکھانا کھلانے سے دل نرم ہوتا ہے

اورآپ ﷺ نے مسکینوں کوکھانا کھلانے کودل کی نرمی کا سبب قراردیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی سنگدلی اورسخت

دلی کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ یتیموں کے سر پر شفقت و پیار کا ہاتھ پھیرا کرو اور مسکینوں اور حاجتمندوں کو کھانا کھلایا کرو۔ (مسند احمد)

مصیبت زدوں کی خدمت واعانت

محتاجوں اور مصیبت زدوں کی خدمت واعانت کرنا اور ان کی مصیبت کو دور کرنا ذخیرۂ آخرت بن جاتا ہے اور رہی خدمت قیامت کے دن کی مصیبتوں کو دور کر دیتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ تو خود اس پر ظلم وزیادتی کرے نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لئے اس کو بے یار ومددگار چھوڑ دے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے اس کی کسی مصیبت کو دور کردے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ داری کرے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو عوالی مدینہ کا کوئی شخص آدھی رات میں بھی جو کی روٹی کی دعوت کرتا تو آپ ﷺ اسے قبول فرما لیتے تھے۔ (مجمع الزوائد)

ظاہر ہے کہ کسی معمولی شخص کی معمولی دعوت کو قبول کر لینے اور بلا تکلف اس دعوت پر چلے جانے سے اپنے اندر انکساری کے پیدا ہونے کا باعث بھی ہے اور اس میں ایک غریب اور معمولی شخص کی حوصلہ افزائی بھی۔

جب کبھی کسی کو دعوت دی جاتی ہے تو وہ یہی سوچتا ہے کہ اس دعوت میں اسے کھانے کے لیے کیا کیا ملے گا؟ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دعوت کا مقصد عمدہ اور مرغن غذاؤں کا کھانا نہیں ہے بلکہ دعوت کا مقصد محبت اور تعلق کی تجدید ہے۔ معمولی قسم کے آدمیوں کی دعوت کو قبول کر لینے سے آپسی محبت اور خلوص کو فروغ نصیب ہوتا ہے۔

حضور ﷺ نے معمولی قسم کے افراد کی جہاں دعوت قبول کی ہے وہیں معمولی درجہ کے افراد کی خدمت بھی کی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں کوئی باندی بھی اپنی ضرورت سے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتی تو آپ ﷺ اس کی ضرورت میں چل پڑتے۔ (البدایہ والنھایہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت کمزور عقل والی تھی اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے آپ سے کام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ام فلاں! چلو راستہ میں چل کر جس جگہ کھڑی ہو جاؤ گی میں تمہارے پاس آ کر کھڑا ہو جاؤں گا اور تمہاری بات سن لوں گا پھر آپ ﷺ اس کے ساتھ راستہ

سے ہٹ کر بات چیت کرنے لگے یہاں تک کہ اس نے اپنی پوری بات کہی اور آپ ﷺ اسکی بات کو غور سے سنتے رہے۔ (اخلاق النبی ﷺ)

مسکینوں اور غریبوں کی حوصلہ افزائی

مسکینوں اور غریبوں کی حوصلہ افزائی آپ ﷺ نے کن کن طریقوں سے کی ہے اس کا ثبوت ہمیں اس حدیث سے بھی ملتا ہے۔ حضرت انس رض اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ یہ دعاء فرماتے تھے **اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرة المساکین یوم القیمة اے الله !** ہمیں مسکینوں کے ساتھ زندگی عطا فرما اور مسکینوں کے ساتھ موت عطا فرما اور قیامت کے دن مسکینوں کے ساتھ میرا حشر فرما۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ یہ دعاء کیوں کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! اس لیے کہ وہ مساکین مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ اے عائشہ! کسی مسکین کو واپس نہ کرنا خواہ کھجور کی گھٹلی ہی سہی، اور ان کو اپنے سے قریب رکھنا اللہ پاک تم کو قیامت کے دن اپنے قریب رکھے گا۔ (بیہقی فی الشعب ج ۲۔ص ۱۶۷)

پریشان حال لوگوں کے ساتھ حسن سلوک

دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی پریشانی میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور مصیبت کا شکار ہوجاتے ہیں ایسے پریشان حال اور مصیبت زدہ لوگ بھی معاشرہ کے کمزور افراد میں شمار ہوتے ہیں، حضور ﷺ نے ایسے مصیبت زدہ اور پریشان حال افراد کی مدد بھی کی ہے اور ان کی پریشانی اور مصیبت کو دور کرنے کی کوشش بھی فرمائی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ پاک پریشان حال کی مدد کو پسند کرتے ہیں۔ (کنزالعمال ج ۳۔ص ۴۱۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص پریشان حال کی کوئی مدد کرتا ہے اسے ۷۳ نیکیاں ملتی ہیں ایک نیکی (کی برکت) سے دنیا اور آخرت درست کی جاتی ہے باقی سے اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ (کنزالعمال ج ۳۔ص ۴۱۵)

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت میں ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت میں ہوگا جو شخص کسی مسلمان کے غم اور پریشانی کو دور کرے گا اللہ

تعالیٰ قیامت کے دن اس کے غم و پریشانی کو دور کردے گا۔ (بخاری ج۔ا ص ۳۳۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو کسی مومن کو رنج و پریشانی سے نجات دے تو اللہ پاک پل صراط پر اس کے لیے نور کے ایسے دو شعلے دیں گے کہ اس کی روشنی سے پوری دنیا روشن ہو جائے گی جس کا احصاء اللہ رب العزت کے علاوہ کسی کو نہ ہوگا۔ (مکارم طبرانی ص ۳۴۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی دعاء قبول ہو اور اس کی مصیبت و پریشانی دور ہو وہ پریشان حال کی مدد کرے لوگوں کے مشکلات کو حل کرے۔

(مسند احمد ج ۲۔ ص ۲۳)

بھلائی بیکار نہیں جاتی ایک عجیب واقعہ

محدث ابن ابی الدنیا نے ابو نعیم کے واسطے سے بیان کیا۔ کہ عبدالحمید حمّانی نے کہا۔ میں سفیان بن عیینہ کی مجلس میں موجود تھا۔ ان کی مجلس میں کم و بیش ایک ہزار لوگوں کا مجمع تھا۔ وہ مجلس کے آخر میں بیٹھے ایک شخص کی جانب متوجہ ہوئے جو دائیں جانب بیٹھے تھے۔ اور کہا کھڑے ہو جاؤ اور سانپ والا واقعہ بیان کرو۔

اس نے کہا سنو اور غور سے سنو۔ مجھ سے میرے والد نے دادا سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ ایک آدمی تھا جس کا نام محمد بن حمیر تھا۔ بڑا متقی پرہیزگار صائم النہار اور قائم اللیل تھا۔ مگر شکاری تھا۔ ایک دن شکار کر رہا تھا۔ اچانک ایک سانپ آ گیا۔ اور اس سے کہا اے محمد بن حمیر مجھے پناہ دو۔ خدا تم کو پناہ دیگا۔ میں نے کہا کس سے۔ کہا دشمن سے جو میری تلاش میں ہے۔ پوچھا کہاں ہے دشمن؟ اس نے کہا میرے پیچھے۔ اس نے پوچھا تم کس کی امت میں سے ہو۔ کہا محمد ﷺ کی امت میں سے۔ اور لا الہ الا اللہ پڑھا (یعنی جن بشکل سانپ تھا) اس نے کہا میں نے چادر کھولی اور کہا اس میں گھس جاؤ۔ اس نے کہا میرا دشمن دیکھ لے گا۔ میں کپڑا لیا اور کہا اس کپڑے میں اور میرے پیٹ کے بیچ میں گھس جاؤ۔ سانپ نے کہا دشمن مجھے دیکھ لے گا۔ اس نے کہا پھر میں کیا کروں؟ سانپ نے کہا اگر تم میرے ساتھ بھلائی چاہتے ہو تو میرے لیے اپنا مونہہ کھولو اس میں گھس جاؤں گا۔ اس نے کہا ارے تم مجھے مار ڈالو گے۔ اس نے کہا قسم خدا کی کبھی تم کو نہیں ماروں گا۔ اس کے فرشتے، اس کے رسول، حاملین عرش سکان آسمان سب اس قسم پر گواہ ہیں اگر میں تم کو قتل کروں۔ محمد بن حمیر نے کہا۔ اس سانپ کے قسم پر میں مطمئن ہو گیا۔۔ چنانچہ (اس کی جان بچانے کی بھلائی میں) میں نے اپنا مونہہ کھولا۔ وہ اس میں گھس گیا۔ چلا تو ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے مجھ سے کہا اے محمد۔ تم نے دشمن کو دیکھا ہے۔

میں نے کہا۔کون۔اس نے کہا سانپ۔میں نے کہا بقسم خدا نہیں۔پھر میں نے نہیں کہنے پر سو مرتبہ استغفار کیا۔ ادھر سانپ نے میرے مونہہ سے نکال کر کہا دیکھو دشمن چلا گیا۔میں نے دیکھا اور کہا ہاں وہ چلا گیا۔نظر نہیں آرہا ہے۔میں نے کہا اب تم نکل جاؤ۔اس نے کہا اے محمد اب دو میں سے ایک اختیار کرلو۔یا تو تمہاری کلیجی ٹکڑے ٹکڑے کردوں۔یا دل میں چھید کردوں اور تم کو مردہ چھوڑ دوں۔میں نے کہا سبحان اللہ تمہارا عہد اور قسم کہاں گیا اتنی جلدی بھول گئے۔اس نے کہا اے محمد تم کو ہمارے اور حضرت آدم کے درمیان کی دشمنی نہیں معلوم کہ میں نے گمراہ کیا اور جنت سے نکالا۔(ایک قول میں شیطان نے بشکل سانپ شجرہ کھانے کا مشورہ دیا تھا) تو پھر تم نے نالائق پر احسان بھلائی کیوں کی۔میں نے کہا اچھا اگر ضروری ہی مجھے ماردوگے تو کچھ موقعہ دو۔اس پہاڑ کے نیچے چلا جاؤں۔چنانچہ زندگی سے ناامید آسمان کی طرف نگاہ کرکے یہ پڑھنے لگا۔

یا لطیف یا لطیف یا لطیف الطف بی بلطفک الخفی یا لطیف کفیتنی هذه الحیة ۔پڑھا ہی تھا کہ ایک خوش پوشاک معطر شخص نمودار ہوا۔اور سلام کیا میں نے جواب دیا۔اس نے پوچھا کیا بات ہے تمہارا رنگ کیوں بدلا ہے۔کہا ظالم دشمن میرے پیٹ میں ہے۔اس نے کہا مونہہ کھولو۔میں نے مونہہ کھولا تو اس نے سبز زیتون کے پتے کے مانند مونہہ میں ڈالا اور کہا اسے نگل جاؤ میں نگل گیا تو میرے پیٹ میں کچھ درد کا احساس ہوا۔وہ سانپ پیٹ میں حرکت کرنے لگا۔پھر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نکل گیا۔میں اس سے چمٹ گیا اور پوچھا بھائی تم کون ہو، بتاؤ۔اس نے کہا نہیں پہچانتے جب یہ سانپ تمہارے درمیان حائل ہوا (تمہارے درپہ ہوا) اور تم نے ان الفاظ سے دعا کی تو ساتوں آسمان کے فرشتے اللہ کی طرف گریہ وزاری کرنے لگے۔اللہ تعالیٰ نے کہا عزت وجاہ وجلال کی قسم سانپ نے جو میرے بندے کے ساتھ کیا وہ میری نگاہ میں ہے۔اور میں ''معروف'' (بھلائی) واحسان جو فرشتے کی شکل میں متشکّل ہوگیا۔میرا مکان چوتھا آسمان ہے۔اللہ کا حکم ہوا کہ جنت جاؤ اور سبز پتے لیکے میرے بندے محمد بن حمیر کے پاس جاؤ۔(پھر اس) فرشتہ نے کہا، اے محمد، تم پر احسان اور بھلائی لازم ہے۔یہ مصائب کو پچھاڑ دیتا ہے۔اگر وہ جس پر تو نے احسان کیا ہے ضائع بھی کردے۔تو خدا تو اسے ضائع نہیں کرتا۔ (رسائل ابن ابی الدنیا۔الفرج ص ۸۰۔کتاب البر ابن جوزی)

ف : دیکھیئے اس نے ایک موذی جانور کے ساتھ احسان کیا اس کی جان بچائی۔جب اس نے دھوکا دیا تو خدائے پاک نے غیبی مدد ونصرت کی۔اس سے معلوم ہوا کہ احسان وبھلائی خواہ دشمن ہی پر سہی رائیگاں نہیں جاتی ضرورت کے وقت کام آتی ہے۔لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ کسی پر بھی احسان وبھلائی کرنے سے دریغ نہ کریں خواہ دشمن یا جانور وکافر ہی سہی۔

مظلوموں کے ساتھ حسنِ سلوک

اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتے بلکہ انصاف کا حکم دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ بڑے رحیم وکریم اور منصف ہیں اپنے بندوں پر کبھی ظلم نہیں کرتے ، سورۂ انفال کی آیت ۵۱ میں ہے وان اللہ لیس بظلام للعبید ۔اور یہ امر ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں۔سورہ یونس کی آیت نمبر ۴۴ میں یوں کہا گیا:ا ن اللہ لا یظلم الناس شیئا ولکن الناس انفسھم یظلمون بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتے لیکن لوگ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو انصاف کرنے کا حکم اور ظلم کرنے سے روکا ہے سورہ نحل کی آیت نمبر ۹۰ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ان اللہ یا مربالعدل والا حسان وایتاء ذی القربیٰ و ینھیٰ عن الفحشاء و المنکر والبغی.

اس آیت میں اللہ تعالی نے عدل واحسان کے ساتھ رشتہ داری کا حق ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور فحش و منکراور ظلم سے روکا ہے ۔اور اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان بھی کر دیا ہے کہ ان اللہ لا یحب الظلمین بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتے۔ (۴۰ الشوریٰ)

اللہ تعالیٰ مظلوموں کی مدد ونصرت فرماتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ مظلوموں کی مدد ونصرت فرماتے ہیں۔

والدین ھا جروافی اللہ من بعد ما ظلموا لنبو ئنھم فی الدنیا حسنۃ . (۴۱ النحل)

اوجنھوں نے ظلم کئے جانے کے بعد ہجرت کی ہم انہیں ضرور دنیا میں اچھاٹھکانہ دیں گے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اپنے بھائی کی مدد کرے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم اگر وہ ظلم کررہا ہے تو اسے ظلم سے روکے اور اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرے۔ (جامع صغیر)

ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کا حکم

حضورﷺ نے ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ظالم کو ظلم کرنے سے روکنا ظالم کی مدد کرنا ہے کہ اگر وہ ظلم کرنے سے بچ گیا تو اس کی سزا سے آخرت میں بچے گا اور دنیا میں بھی ممکن ہے کہ ظالم کا انتقام لیا جائے ،اگر ظالم کو ظلم سے روک دیا جائے تو ظالم کی بھی مدد ہو جائے گی اور مظلوم کی مدد بھی ہو جائے گی۔

مظلوموں کی مدد کرنے کی ذمہ داری

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مظلوم کو دیکھا اور اس کی مدد نہ کی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (کنز العمال)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظلم کرنے والے کو ظلم سے روکنے اور مظلوموں کی مدد کرنے کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہے جو ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ مسلم معاشرہ میں آج کل یہ بے اعتنائی دیکھی جا رہی ہے کہ محلّہ میں دو مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں طاقتور کمزور پر ظلم کر رہا ہے اور سارے لوگ تماشائی بنے کھڑے ہیں، یہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے کہ اپنے ایک مسلمان بھائی پر ہم ظلم ہوتا دیکھیں اور ہمارے اندر اس مظلوم کے حق میں ہمدردی کا جذبہ پیدا نہ ہو۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس کوئی مومن ذلیل ہو رہا تھا اور اس نے باوجود قدرت و وسعت کے اس کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے سامنے قیامت کے دن اسے ذلیل کرے گا۔ (کنز العمال)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کو ذلت سے بچا لیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکو جہنم سے بچائے گا۔ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو مسلم شخص اس موقع پر مسلم شخص کی مدد نہ کرے جہاں اس کی بے حرمتی کی جاتی ہو اور جہاں اس کی آبروریزی کی جاتی ہو تو لازماً اللہ تعالیٰ اس کی اس موقع پر مدد نہ فرمائے گا جہاں سے اس کی مدد کی چاہت ہوگی اور جو کوئی مسلمان شخص اس موقع پر مسلمان شخص کی مدد کرے جہاں اس کی آبروریزی کی جاتی ہو اور جہاں اس کی بے حرمتی کی جاتی ہو تو لازماً اللہ تعالیٰ اس کی اس موقع پر مدد فرمائے گا جہاں اس کو اس کی مدد کی چاہت ہوگی۔ (ابوداؤد)

مظلوم کی سفارش وحمایت

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہترین صدقہ وہ سفارش ہے جس کے ذریعہ سے کسی گردن کو چھڑایا جائے۔ (بیہقی)

رسولِ رحمت ﷺ نے بنفسِ نفیس مظلوموں کی حمایت کی ہے اور ان کو ان کا حق دلایا ہے سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق سے مروی ہے کہ قبیلۂ اراش کا ایک شخص اپنے اونٹ کے ساتھ مکہ مکرمہ آیا ابو جہل نے

اس سے اونٹ خرید لی اور اس کی قیمت دینے میں ٹال مٹول کرنے لگا چنانچہ اراشی قریش کی مجلس میں آیا اس وقت رسولِ اکرم ﷺ مسجد حرام کے ایک کنارے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس شخص نے کہا اے قریش کی جماعت ! کوئی ہے جو ابوالحکم بن ہشام سے میرا حق دلا دے کیوں کہ میں اجنبی اور مسافر ہوں اور اس نے میرا حق مارلیا ہے۔ اہلِ مجلس نے رسول اکرم ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تم اس بیٹھے ہوئے شخص کو دیکھ رہے ہو اسی کے پاس جاؤ وہ ابوجہل سے تمہارا حق دلا دیں گے۔ اس سے ان کا مقصد رسول اکرم ﷺ کا مذاق اڑانا تھا کیوں کہ وہ ابوجہل اور آپ ﷺ کے مابین عداوت کو جانتے تھے۔ یہ سن کر اراشی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا اے اللہ کے بندے ! ابوجہل نے میرا حق مارلیا ہے اور میں اجنبی و مسافر ہوں، میں نے ان اہل مجلس سے کسی آدمی کے بارے میں دریافت کیا جو ابوجہل سے میرا حق دلا سکے تو انہوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آپ ابوجہل سے میرا حق دلا دیں اللہ آپ پر رحم کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا چلو اس کے پاس ! یہ کہہ کر آپ ﷺ اس کے ساتھ چل پڑے۔ جب اہلِ مجلس نے دیکھا کہ آپ ﷺ اراشی کے ساتھ جا رہے ہیں تو انہوں نے اپنی جماعت کے ایک آدمی کو یہ کہہ کر بھیجا کہ جا کر دیکھو محمد کیا کرتے ہیں ! رسول اکرم ﷺ نے ابوجہل کے دروازہ پر پہنچ کر دستک دی گھر کے اندر سے آواز آئی کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا محمد ہوں چلو باہر نکلو ابوجہل نکلا تو شدتِ خوف سے اس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اس اجنبی کا حق دو اس نے کہا اچھا یونہی رہیں ابھی اس کا حق لا دیتا ہوں، پھر ابوجہل اندر گیا اور اراشی کا حق لا کر اسے دیدیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس آ گئے اور اراشی سے فرمایا جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ وہ اراشی قریش کی مجلس کے پاس آیا اور کہنے لگا، اللہ تعالیٰ ان (محمد ﷺ) کو بہتر بدلہ عطا فرمائے اللہ کی قسم ! انہوں نے مجھے میرا حق دلا دیا پھر وہ آدمی جسے اہلِ مجلس نے آپ کے پیچھے بھیجا تھا یہ منظر دیکھ کر آیا تو اہل مجلس نے اس سے پوچھا تیری خرابی ہو تو نے کیا کچھ مشاہدہ کیا ہے ! اس نے جواب دیا میں نے ایک عجیب سا منظر دیکھا ہے اللہ کی قسم ! محمد نے ابوجہل کے دروازہ پر پہنچ کر جونہی دستک دی وہ حواس باختہ ہو کر نکلا محمد نے کہا اس اجنبی کا حق دو ابوجہل نے کہا اچھا یونہی رہیں ابھی اس کا حق لا دیتا ہوں پھر وہ اندر گیا اور اس اجنبی کا حق لا کر دے دیا۔

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ نے مظلوموں کا حق ظالموں سے دلوایا ہے اور یہ بھی ایک اہم ترین سنت ہے، ضرورت ہے کہ آج کے مسلم معاشرہ میں ہونے والے ظلم اور حق تلفی کے ازالہ کے لیے ہر محلّہ اور ہر شہر میں ایک ایسی جماعت تیار ہو جو اپنی قوت و طاقت سے مظلوموں کی حمایت کرے اور ظالموں کو ظلم سے روکے اور حق مارنے والوں سے ان کا حق دلائیں جن کا حق مارا گیا ہے۔

مظلوم کی آہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے یمن بھیجتے وقت فرمایا۔ **اتق دعوة المظلوم فانها ليس بينها و بين الله حجاب۔**
مظلوم کی آہ سے بچنا کیوں کہ اس کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

اگر مسلمان ظالموں کو ظلم کرنے کے لیے آزاد چھوڑ دیں اور مظلوموں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں تو انہیں اس وعید کے لیے تیار رہنا پڑے گا۔

ان الناس اذارَاَوا الظالم ولم يا خذواعلى يد اوشک ان يعمهم الله بعقاب منه . (ابوداوٗد)
لوگ جب ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں اور اس کے ہاتھوں کو نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب مسلط کردے۔

جو لوگ ظالم کو ظلم سے روکنے کے سلسلہ میں یہ بہانہ تلاش کرتے ہیں کہ ہم میں طاقت ہی نہیں ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکیں تو انہیں یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ کیا معاشرہ کے سارے ہی لوگ اس قدر بے طاقت ہوگئے کہ ظالم کو ظلم سے روک نہ پائیں؟ سماج کا ایک فرد یا چند افراد معذور اور کمزور ہوسکتے ہیں مگر سارے ہی لوگ کمزور اور معذور نہیں ہوسکتے۔

سائلوں کے ساتھ حسنِ سلوک

اسلام کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی اگرچہ کہ تعلیم نہیں دیتا لیکن ہاتھ پھیلانے والوں کو خالی ہاتھ بھیجنے سے ضرور روکتا ہے جبکہ وہ ہاتھ پھیلانے والا واقعی مستحق ہو، اسلام نے مجبوری کی حالت میں ہاتھ پھیلانے کی اجازت دی ہے لیکن بھیک مانگنے کو پیشہ بنالینا ہرگز درست نہیں ہے۔ احادیث میں اس کی وعید بھی بیان کی گئی ہے۔

بلا وجہ بھیک مانگنے کا انجام

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی برابر مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہیں ہوگا۔ (بخاری)
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **من سال و له ما يغنيه**

جاء ت مسئا لته یوم القیمة خدوشاً او خموشاً او کدوحاً فی وجهه. (ابن ماجہ)

جس کسی نے مانگا اوراس کے پاس اسے بے نیاز کرنے کے لیے مال ہے تو قیامت کے دن اس کا یہ سوال اس کے چہرے میں خراش بن کر آئے گا۔

اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کر کھاتا

اسلام نے محنت سے کمانے کی تلقین کی ہے اوراس لقمہ کو بہتر قرار دیا جو وہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کر کھاتا ہے۔حضورﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی رسی لے کر جنگل کی طرف جائے اوراپنی پیٹھ پر لکڑی کا گٹھا لاد کر لائے اوراس سے اپنا گزر بسر کرے تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے جو دے یا نہ دے۔ بھیک مانگنا اسی وقت درست ہے جبکہ ہرطرف سے معاش کے دروازے بند ہوجائیں اورایسی مجبوری لاحق ہوجائے کہ اس دلدل سے نکلنا محال ہوجائے۔حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جولوگوں سے اپنے مال میں اضافہ کی خاطر مانگتا ہے تو بلا شبہ جہنم کی آگ کا شعلہ مانگتا ہے اب چاہے تو وہ اس شعلہ کو کم کرے یا چاہے تو زیادہ کرے۔

آپﷺ نے بھیک مانگنے والوں کے رخ کو محنت مزدوری کی طرف موڑا

حضورﷺ نے بھیک مانگنے والوں کے رخ کو محنت مزدوری کی طرف موڑا ہے۔ چنانچہ،حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ انصار کا ایک شخص نبی کریمﷺ کے آگے دست سوال پھیلایا تو آپﷺ نے دریافت کیا:''کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز ہے؟''اس نے عرض کیا:ہاں!ایک چادر ہے جس کا بعض حصہ پہنتا ہوں اور بعض حصہ بچھا تا ہوں،اور ایک پیالہ ہے جس سے پانی پیتا ہوں۔آپﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کو میرے پاس لے کر آؤ''اس نے لاکر رسول اللہﷺ کو دیدیا تو آپﷺ نے انہیں اپنے ہاتھ میں لے کر آواز دی:''ان دونوں چیزوں کو کون خریدے گا؟''ایک آدمی نے کہا: میں انہیں ایک درہم میں خریدوں گا آپﷺ نے پھرآواز لگائی:''اسے کون ایک درہم سے زیادہ میں خریدے گا؟'' یہ بات آپﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمائی۔ایک دوسرے آدمی نے کہا: میں انہیں دو درہم میں خریدوں گا۔آپﷺ نے ان دونوں چیزوں کو اس آدمی سے دو درہم کے عوض فروحت کردیا اور وہ رقم انصاری کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا:'' **اشتر باحدھما طعاما فانبذہ الی اھلک واشتر بالا خر قدوما فأتنی به**''.

''ایک درہم سے غلہ خرید کر اہلِ خانہ کو دے دو اور بقیہ ایک درہم سے کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ''۔

جب وہ کلہاڑی خرید کر لایا تو رسول اکرم ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے اسے لکڑی میں باندھا اور فرمایا: ''جا کر لکڑیاں توڑ کر بیچو، میں تجھے پندرہ روز تک نہ دیکھنے پاؤں''۔ انصاری چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کر بیچنے لگا۔ پھر وہ پندرہ روز کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس دوران اس نے پندرہ درہم کما کر اس سے کپڑے اور غلہ خرید لیے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا:

''یہ تیرے حق میں اس سے بہتر ہے کہ تو قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے کہ تیرے چہرے میں دھبہ ہو (جو اس بات کی نشانی ہو کہ تو دنیا میں بھیک مانگا کرتا تھا)''۔

آپ ﷺ اپنی امت کو اپاہج کی صورت میں دیکھنا نہیں چاہتے

دیکھا آپ نے نبی کریم ﷺ کی یہ کامیاب تدبیر!!...رسول اکرم ﷺ چوں کہ آخری رسول ہیں اور آپ ﷺ کی امت ساری امتوں سے افضل ہے، اس لیے آپ ﷺ اپنی امت کو اپاہج کی صورت میں ہرگز نہیں دیکھنا چاہتے تھے، بلکہ آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ لوگ لینے کی بجائے دینے والے بنیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا دیا تھا:

''الید العلیا خیر من الید السفلی''۔ ''دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے''۔

آج کل بعض بے غیرت لوگوں نے تجارت، زراعت، صنعت وحرفت اور ملازمت جیسے خوددارانہ ذرائع معاش کو پس پشت ڈال کر بھیک مانگنے کو اپنا پیشہ بنالیا ہے اور ملازمت کی طرح باقاعدہ یہ مصروفیت رکھے ہوئے ہیں یہ لوگ ضرورت کے بقدر نہیں بلکہ سرمایہ دار افراد کی طرح مال جمع کرتے ہیں، یہ ظالم بھیڑیئے مختلف قسم کے روپ اختیار کرتے ہوئے بھیک مانگتے ہیں، ان پیشہ ور فقیروں کی گینگ بھی ہوتی ہے جن کا بڑا سردار بھی ہوتا ہے، بعض ظالم بھیڑیئے بھیک مانگنے کے لیے بچوں کی خرید وفروخت بھی کرتے ہیں اور انہیں ہاتھ پیر سے معذور بنا کر عام فقیروں کے حوالے کرتے ہیں اور وہ فقیر انہیں چوراہوں اور عام مقامات پر ڈال کر ان کے نام سے روزانہ بھیک مانگتے ہیں، اور ملت کے بھولے بھالے مسلمان ان کو مستحق سمجھ کر ثواب کی نیت سے انہیں دیدیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا پیسہ کارِ خیر میں چلا گیا جبکہ ان بھکاریوں میں ایسے بھی لوگ ہیں جو لوگوں سے اینٹھی ہوئی رقم لوگوں کو سود پر بطور قرض دیتے ہیں اور سرِ شام بھیس بدل کر شراب خانوں کا رخ کرتے ہیں، کیا ہماری بھیک ان شرابیوں کو شراب پینے کا عادی نہیں بنارہی ہے؟ ہمیں اس پہلو پر غور کرنا چاہئے، ہمارے شہروں میں ایسے سینکڑوں بھکاری ہیں جو روزانہ ایک ہزار سے پانچ ہزار روپئے تک کماتے ہیں

جبکہ ایک ہنر مند، تعلیم یافتہ شخص ماہانہ دس، پندرہ، بیس ہزار روپئے اوسطاً کماتا ہے اور ایک بھکاری بغیر تعلیم و محنت کے ماہانہ چالیس، پچاس ہزار روپئے کمارہا ہے۔

اسلام نے ایسے بھکاریوں کو دینے کی تعلیم نہیں دی ہے جو پیشہ ورانہ بھیک مانگتے ہیں بلکہ اسلام نے ایسے سائلوں کو دینے کا حکم دیا ہے جو مجبوری کی صورت میں ضرورت کے بقدر مانگتے ہیں۔

دینے والے کو چاہئے کہ سوال کرنے والے کے چہرہ کو پڑھے، اس کی تحقیق کرے اور جب یہ محسوس ہو کہ یہ واقعی ضرورتمند ہے تو پھر اس کو اپنی استطاعت کے بقدر یا مانگنے والے کی ضرورت کے بقدر دے۔

مانگنے والے کو جھڑکی نہ دو

قرآن مجید میں سائل کو جھڑکنے سے منع کیا گیا۔

واما السائل ولا تنھر. (الضحیٰ) مانگنے والے کو جھڑکی نہ دو۔

مانگنے والوں کو ذلیل کرنے اور لوگوں کی نگاہوں میں رسوا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مانگنے والے کا حق ہے اگر چہ وہ گھوڑے پر آئے۔ (ابوداؤد) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی کسی سائل کو واپس نہ کرے اگر چہ اس کے دونوں ہاتھ میں کنگن دیکھے۔ (مجمع الزوائد)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بعض ضرورتمند ایسے ہوتے ہیں کہ بظاہر خوش حال نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں مجبور ہوتے ہیں، اس لیے ایسے سائلوں کو بھی دیدینا چاہئے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بھیک مانگ کر جرائم میں مبتلا ہونے والے پیشہ ور افراد بھی اگر بھیک مانگیں تو انہیں دیا جائے، جیسا کہ آج کل کے پیشہ ور فقیر سودی کاروبار، شراب نوشی اور جوے بازی جیسے جرائم میں مبتلا ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی سائل آتا تو اسے خوش آمدید کہتے اور مرحبا کہتے ہوئے یہ فرماتے کہ یہ ہمارے توشئہ کو آخرت منتقل کررہا ہے۔ (کتاب البر۔ص ۲۱۶)

سائل کو بھیج کر امتحان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کے پاس ایسا سائل بھی آتا ہے جو نہ انسان ہوتا ہے نہ جن، بلکہ وہ رحمٰن کے فرشتے ہوتے ہیں جس کے ذریعہ سے انسان کو دی گئی نعمتوں میں سے آزمایا جاتا ہے کہ ان کا معاملہ کیسا رہتا ہے؟ (کتاب البر ص ۲۱۶)

مقروض کے ساتھ حسن سلوک

سماج کا ایک کمزور طبقہ وہ بھی ہے جو زندگی کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لیے کسی سے قرض لینے پر مجبور ہو جاتا ہے اس کو بھیک مانگنے میں عار محسوس ہوتی ہے اس لیے وہ بھیک مانگنے کے بجائے قرضۂ حسنہ لے کر اپنی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل کر لیتا ہے، ضرورت کے بقدر قرض لینے میں جبکہ ادا کرنے کی نیت ہو مضائقہ نہیں ہے، اسلام ایسے مواقع پر قرض لینے کی اجازت دیتا ہے ہاں! قرض لیتے رہنے کی عادت ڈال لینا اچھی بات نہیں ہے۔ بعض لوگ غیر ضروری کاموں کو انجام دینے کے لیے قرض کرنے کے عادی ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ اس طرح کا عمل خود ان کے لیے ندامت کا باعث بن جاتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرض اللہ کا جھنڈا زمین پر ہے جب اللہ پاک کسی بندے کو ذلیل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی گردن پر اس کو ڈال دیتا ہے۔ (حاکم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اللہ کے نزدیک جب وہ اس سے ملاقات کرے گا یعنی قیامت کے دن وہ قرضہ ہے جسے چھوڑ کر وہ اس دنیا سے چلا جائے۔ (ابوداؤد)

نہ دینے کی نیت سے قرض لینا

حضرت قاسم خادم معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص قرض نہ دینے کی نیت سے لے اور مر جائے تو اس کا قرضہ نیکیوں سے پورا کیا جائے گا اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو قرض دینے والے کا گناہ اس کے سر پر لاد دیا جائے گا۔ (ترغیب)

قرض لینا یا رہن رکھکر قرض لینا دونوں درست

کسی سے قرض لینا یا رہن رکھکر قرض لینا دونوں درست ہے۔ حضور ﷺ نے قرض بھی لیا ہے اور رہن رکھ کر بھی قرض لیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو رافع جو آپ ﷺ کے غلام تھے ذکر کرتے ہیں کہ کوئی صاحب آپ ﷺ کے پاس مہمان ہوئے آپ ﷺ نے مجھے بھیجا کہ میں کہیں سے کچھ کھانے وغیرہ کی کوئی چیز لے آؤں۔ میں ایک یہودی شخص کے پاس آیا اور کہا رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں ایک مہمان آیا ہوا ہے میرے پاس اس کے انتظام کے لیے کچھ نہیں؟ یا تو ادھار دیدو یا ماہِ رجب تک کے لیے قرض دے دو۔ یہودی نے کہا کہ نہ ادھار

دوں گا اور نہ قرض دوں گا تاوقتیکہ کوئی چیز گروی نہ رکھدے میں واپس آیا اور آ کر واقعہ کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم میں آسمان والوں میں بھی اور زمین والوں میں بھی امین ہوں اگر وہ ادھار یا قرض دیدیتا تو میں وقت پر ادا کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لے جاؤ یہ زرہ رہن رکھ دو۔

حضرت عبداللہ مخزوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سال آپ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر 30 ہزار یا 40 ہزار قرض لیا۔ آپ ﷺ نے اسے واپسی پر ادا فرمادیا پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا **بارک الله فی اھلک و مالک** اللہ تیرے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے قرض کا ادا ہی وفا ہے اور یہی تعریف ہے۔ (ابنِ ماجہ)

تنگدست قرضدار کو مہلت

رہی بات مقروض کے ساتھ سلوک کرنے کی کہ جس شخص نے کسی کو قرض دیا ہو تو قرض دینے والے کو چاہئے کہ مقروض کے ساتھ مہلت دینے یا معاف کر دینے کا معاملہ کرے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے رنج و غم سے اسے خدائے پاک نجات دے اسے چاہئے کہ وہ قرضدار تنگدست کو مہلت دے یا معاف کر دے۔ (مشکواۃ)

بعض حالات میں مقروض اس قدر مجبور و بے بس ہو جاتا ہے کہ قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے جس سے قرض لیا ہے اس سے منہ چھپاتے پھرنے لگتا ہے، ایسی صورت میں قرض دینے والے کو چاہئے کہ وہ مقروض کو مہلت دے یا اس کو معاف ہی کر دے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی تنگدست کو مہلت اور سہولت دی اللہ پاک دنیا و آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا۔ (مسلم)

حضرت حذیفہ رضی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کے عمل کے بارے میں پوچھا گیا معلوم ہوا کہ وہ تنگدستوں کو مہلت دیتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل فرمادیا۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک تاجر تھا لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اگر کسی کو تنگدست دیکھتا تو خادموں سے کہتا کہ اس کے ساتھ درگزر کا معاملہ کرو شاید اللہ پاک ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرے۔ چنانچہ اللہ پاک نے اسے درگزر فرمادیا۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو تنگدست کو مہلت دے اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سایہ میں جگہ دے گا اور ہر نیکی صدقہ ہے۔ (مجمع الزوائد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چاہے کہ اس کی دعاء قبول ہو اس کا رنج دور ہو وہ کسی تنگدست کو مہلت دے۔ (مسند احمد)

ہر دن پر ایک صدقہ کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دے تو ہر دن پر ایک صدقہ کا ثواب ہے۔ (مجمع الزوائد)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے کسی کو دس ہزار روپے قرض دیا اور تاریخ بھی متعین کر دی لیکن مقروض وہ قرض تنگدستی کی وجہ سے ادا نہ کر سکا تو اس شخص نے مقروض کو مہلت دی تو جتنے دن کی مہلت دے گا اتنے دن تک ہر روز اتنی مقدار اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

قرض مانگنے پر قرض دیں

نبی کریم ﷺ نے مالی اعتبار سے طاقت رکھنے والوں کو اس بات کی ترغیب دی کہ وہ اپنی وسعت کے بقدر کسی ضرورت مند کے قرض مانگنے پر قرض دیں حضرت ابو امامہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کسی بندے کیلیے مناسب نہیں کہ اس کا بھائی اس کے پاس آئے اور قرض مانگے اور وسعت پائے اور قرض نہ دے۔

تنگدست مقروض کا قرض ادا کیجیے ا

اگر کوئی شخص مقروض ہے اور وہ قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ نے جس کو دولت دے رکھی ہے وہ اس کے قرض کو اپنی جانب سے ادا کرنے کی ذمہ داری لے لے جیسا کہ احادیث میں اس قسم کا عمل ثابت ہے، حضرت سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا، آپ ﷺ نے پوچھا اس نے کوئی مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا کتنا قرضہ چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا ۳ دینار آپ ﷺ نے فرمایا تم جنازہ پڑھ دو۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو کہا اے اللہ کے رسول! اس کا قرضہ ہمارے ذمہ ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (بخاری)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے جو مقروض مرا ہو۔

قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک

جن لوگوں کو ناحق جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا ہو جس کی وجہ سے وہ خود سے اپنے آپ کو آزاد کرنے کی سکت نہ رکھتے ہوں اور خود جیل میں ہونے کی وجہ سے ان کے گھر والوں کے معاش کا مسئلہ پیچیدہ بن چکا ہو، ایسی صورت میں آزاد تندرست اور مالی اعتبار سے خوش حال افراد کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے قیدیوں کو رہا کرنے کی تدبیر کریں، جس کے لیے انہیں اپنا وقت دینا پڑتا ہے اور اپنا مال بھی خرچ کرنا پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جن قیدیوں کو رہا کرنے کی تدبیریں دے رکھی ہوں وہ اپنی صلاحیت کا استعمال کریں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے رہائی کے لئے درکار مالیہ فراہم کرنے کی طاقت دے رکھی ہو وہ اپنا مال خرچ کریں اور اس قیدی کو رہا کر کے اس کے گھر کے غم والم کی تاریکی کو دور کر کے اس گھر میں خوشی کی روشنی پیدا کریں۔

قرآنِ مجید کے نزول کے زمانہ میں عرب میں غلامی کا دور تھا تو قرآن مجید نے غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی اور گردن چھڑانے کا حکم دیا جس کے لیے قرآن مجید نے تحریر رقبہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

سیرت کی کتابوں میں مختلف مواقع پر متعدد قیدیوں کو آزاد کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے متعلق بیسیوں واقعات موجود ہیں۔ اگر اس دور میں صرف الزام کی بنیاد پر یا محض شک کی بنیاد پر بے گناہ افراد کو قید کر دیا گیا ہو تو یہ بڑی بے غیرتی کی بات ہوگی کہ سارے ہی مسلمان اس معاملہ میں خاموش رہیں، ایک جماعت ایسی کھڑی ہونی چاہیئے جو حکمت و مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان بے گناہ قیدیوں کو آزاد کرنے کی فکر اور کوشش کریں جس سے ان کے خاندانوں کے مرجھائے ہوئے چہروں میں رونق اور بہار آجائے اور ان کی دعائیں ہماری ترقی کا باعث بن جائیں۔

بھوکوں اور پیاسوں کے ساتھ حسنِ سلوک

زندگی کی بنیادی ضرورتوں میں روٹی، کپڑا اور مکان ہے جس کے بغیر انسانی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے، بدن کے لیے اگر کپڑا میسر آجائے، کھانے پینے کا بندوبست ہو جائے اور رہنے کے لیے کہیں ٹھکانہ مل جائے تو آدمی کو سکون میسر آتا ہے، اسی لیے حضور ﷺ نے اپنی امت کو بار بار اس بات کا حکم دیا کہ وہ بھوکوں کو کھانا کھلائیں، ننگوں کو کپڑا پہنائیں اور پیاسوں کو پانی پلائیں اور اس خدمت پر آپ ﷺ نے بشارتیں بھی دیں۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کو عریانی کی حالت میں کپڑے

پہنائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں سبز جوڑے عطا فرمائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل اور میوے کھلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی (یا کوئی مشروب) پلائے اللہ تعالیٰ اس کو نہایت نفیس جنت کی شراب طہور پلائے گا جس پر غیبی مہر لگی ہوگی۔ (سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیماروں کی عیادت کرو اور قیدیوں کو رہائی دلانے کی کوشش کرو۔ (بخاری)

میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے نہیں کھلایا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرزند آدم سے فرمائے گا کہ اے ابن آدم! میں بیمار پڑا تھا تو نے میری خبر نہیں لی؟ بندہ عرض کرے گا اے میرے مالک اور پروردگار! میں کیسے تیری تیمارداری یا بیمار پرسی کرسکتا تھا تو تو رب العٰلمین ہے (بیماری کا تجھ سے کیا واسطہ اور تیری بارگاہ میں اس کا کہاں گزر) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا، تو نے اس کی عیادت نہیں کی اور خبر نہیں لی؟ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی خبر لیتا اور تیمارداری کرتا تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا؟۔ اے ابنِ آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے نہیں کھلایا؟۔ بندہ عرض کرے گا: (خداوندا!) میں تجھے کیسے کھانا کھلاسکتا تھا تو تو رب العٰلمین ہے (تجھے کھانے سے کیا واسطہ!)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے مانگا تھا، تو نے اس کو کھانا نہیں دیا، کیا تجھے علم نہیں ہیکہ اگر تو اسکو کھانا کھلاتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔ اے ابنِ آدم! میں نے پینے کے لئے تجھ سے (پانی) مانگا تھا، تو نے مجھے نہیں پلایا؟۔ بندہ عرض کرے گا: میں تجھے پانی کیسے پلاتا تو تو رب العالمین ہے، تجھے پینے سے کیا واسطہ)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پینے کے لیے پانی مانگا تھا تو نے اس کو نہیں پلایا، سن! اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔ (صحیح مسلم)

اللہ کی محبت میں کھانا کھلایئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا طعام اور لباس غلام کا حق ہے اور یہ بھی اس کا حق ہے کہ اسے ایسے سخت کام کی تکلیف نہ دی جائے جس کا وہ متحمل نہ ہو سکے۔ (مسلم)

قرآنِ مجید نے مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلانے کو ایمان والوں کی نشانی قرار دیا ہے۔

ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا و یتیماً و اسیراً. (۸ الدھر:)

وہ اہلِ ایمان خدا سے محبت کی بنیاد پر یتیموں، مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے درخواست کی کہ وہ اعمال بتا دیجئے جس سے جنت میں داخل ہو جاؤں آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کھانا کھلاؤ، سلام کو رائج کرو، رشتوں کو جوڑو، جب لوگ سو رہے ہوں تو رات میں نماز پڑھو جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (مسند احمد)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہات سے آنے والے نے سوال کیا کہ جنت والے اعمال ہمیں بتا دیجے آپ ﷺ نے فرمایا غلام آزاد کرو، اسکی قوت نہ ہو تو بھوکوں کو کھلاؤ اور پیاسوں کو پلاؤ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مومن کو پیٹ بھر کر کھلائے تو اللہ پاک جنت کے جس دروازے سے چاہے اسے داخل ہونے دے گا وہ تمام لوگ جو اس جیسے اعمال کے حامل ہوں گے ہر دروازے سے داخل ہوں گے۔ (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کو ایک میٹھا لقمہ چکھایا وہ قیامت کے دن کی سختی کو نہ چکھے گا۔ (کتاب البر)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحمت کے اسباب مسلمانوں کو کھانا کھلانا ہے۔ (ترغیب)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ پیٹ بھر گیا، اور پانی پلایا یہاں تک کہ سیراب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے دور سات خندقیں حائل فرما دیتے ہیں اور ہر خندق کی مسافت پانچ سو سال کے برابر ہو گی۔ (مکارم طبرانی)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو کسی مومن کو بھوک پر کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اسے جنت کا پھل کھلائے گا اور جو کسی مومن کی پیاس بجھائے اللہ تعالیٰ اسے جنت کی خالص شراب پلائے گا اور مومن کسی کپڑے کی ضرورت والے کو کپڑا پہنائے اللہ تعالیٰ اسے جنت کا جوڑا پہنائے گا۔ (ترغیب)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن صحابہ کے مجمع

میں ایک نیا کرتہ منگوا کر زیب تن فرمایا گردن تک بھی ڈال نہ پائے تھے کہ یہ دعا پڑھی الحمدلله الذی کسانی مااواری به عورتی واتجمل به فی حیاتی پھر کہا میں نے رسول پاک ﷺ کو دیکھا کہ اسی طرح کیا پھر فرمایا قسم اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی مسلمان بندہ جب کوئی نیا کپڑا پہنتا ہے پھر یہ دعا پڑھتا ہے پھر اپنے پرانے کپڑے کی جانب رخ کرتا ہے اور کسی مسلمان کو پہنا دیتا ہے یا کسی غریب مسکین کو دے دیتا ہے اور یہ محض اللہ کے واسطے کرتا ہے تو اس وقت تک اللہ کی حفاظت اور اس کی پناہ میں رہتا ہے جب تک کہ اس غریب کے بدن پر یہ کپڑا رہتا ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔ (مکارم طبرانی)

تمت بالخیر

دعاء مغفرت کی درخواست

میں جمیع قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے مرحوم والدین کے حق میں دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالی ان دونوں کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس نصیب فرمائے ۔

غیاث احمد رشادی